توحید کا نور

اور

شرک کی تاریکیاں

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی حفظہ اللہ

اردو ترجمہ

ابو عبد اللہ / عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

نظر ثانی

ابو المکرم عبد الجلیل

مکتب توعیة الجالیات قبة، القصیم

پوسٹ بکس: ۳۷ ـ ٹیلیفون: ۰۶/۳۴۷۰۴۴۳ ـ فیکس: ۰۶/۳۴۷۱۰۷۵

مترجم سے رابطہ کے لئے:

Mobile: +91-9773026335 • Tel.: +91-22-25355252

E-Mail: inayatullahmadani@yahoo.com

نُورُ التَّوحِيدِ

وَظُلُمَاتُ الشِّركِ

في ضوء الكتاب والسنة

تأليف الفقير إلى الله تعالى

الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني

نقله إلى الأردية

أبو عبد الله / عناية الله بن حفيظ الله السنابلي

راجعه

أبو المكرم بن عبد الجليل

مكتب توعية الجاليات بقبة، القصيم

ص.ب: ٣٧ هاتف: ٠٦/٣٤٧٠٤٤٣ - ناسوخ: ٠٦/٣٤٧١٠٧٥

ISBN : 9960-43-840-6

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله هندي الجنسية معروف لدي منذ دهر طويل بسلامة المنهج والمعتقد، وقد كان داعية (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرج بتقدير ممتاز، ولمعرفتي بسلامة منهجه أذنت له بترجمة أي كتاب من كتبي يرغب في ترجمته، وقد ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتابا، راجعنا منها أربعة عشر كتابا فوجدناها مترجمة ترجمة سليمة على منهج أهل السنة والجماعة.

وأوصي من يرى تزكيتي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك، سواء كان ذلك في الترجمة أو غيرها من الأعمال، لأمانته، وصدقه، وسلامة معتقده، هكذا أحسبه والله حسيبه ولا أزكي على الله أحدا. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

قاله وكتبه الفقير إلى الله تعالى

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

من سعيد بن علي بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله سلمه الله تعالى.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيرا.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوك ومحبك في الله

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

مُقَدِّمَة

إن الحمد لله ، نحمده، ونستعينه، ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، وسيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له ، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله ، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد :

توحید کے نور اور شرک کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں میں نے توحید کا مفہوم، اس کے دلائل، اس کے انوع واقسام، اس کے ثمرات، شرک کا مفہوم، اس کے ابطال کے دلائل، مثبت ومنفی شفاعت، شرک کے اسباب و وسائل، اس کے انواع واقسام اور اس کے

آثار ونقصانات بیان کئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ توحید ایک نور ہے جس کی توفیق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور شرک تہ بہ تہ تاریکی ہے جسے اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے مزین اور خوشنما بنا دیتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَوَ مَنْ كَانَ مَيْتاً فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوراً يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (۱)۔

کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اسے ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا، اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوشنما معلوم ہوا کرتے ہیں۔

---

(۱) سورۃ الأنعام:۱۲۲۔

اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے محمد ﷺ پر واضح نشانیاں اور روشن دلائل ومعجزات نازل فرمائے ہیں، اور ان میں سے سب سے عظیم معجزہ قرآن کریم ہے، تاکہ رسول ﷺ کی بعثت اور آپ پر نازل کردہ کتاب وحکمت کے ذریعہ لوگوں کو شرک وضلالت اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان، توحید اور علم وہدایت کی روشنی کی طرف لے آئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاْتٍ بَيِّنَاْتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاْتِ إِلَى النُّوْرِ وَإِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾(۱)۔

وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا، رحم فرنے والا ہے۔

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے، اور ہر مبحث کے تحت

(۱) سورۃ الحدید:۹۔

حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ پہلی بحث: نور توحید

پہلا مطلب: توحید کا مفہوم۔

دوسرا مطلب: توحید کے اثبات میں روشن دلائل۔

تیسرا مطلب: توحید کی قسمیں۔

چوتھا مطلب: توحید کے فوائد وثمرات۔

☆ دوسری بحث: شرک کی تاریکیاں

پہلا مطلب: شرک کا مفہوم۔

دوسرا مطلب: ابطال شرک کے دلائل۔

تیسرا مطلب: مثبت ومنفی شفاعت۔

چوتھا مطلب: نعمتوں سے نوازنے والا ہی عبادت کا مستحق ہے۔

پانچواں مطلب: شرک کے اسباب ووسائل۔

چھٹا مطلب: شرک کے انواع واقسام۔

ساتواں مطلب: شرک کے آثار ونقصانات۔

میں اللہ عز وجل سے اس کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس کے ذریعہ اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے کہ وہ اس تھوڑے سے عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور میرے لئے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ نفع پہنچائے، بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے، اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے لائق ہیں جو سارے جہان کا پالنہار ہے۔

والصلاة والسلام على عبده ورسوله الأمين، نبينا محمد و على آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

مؤلف

بروز منگل، مطابق ۱۶/۱۰/۱۴۱۹ھ

فہرست مضامین

عناوین	صفحہ نمبر
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۳
مقدمہ	۵
عرض مترجم	۱۱
☆☆ پہلی بحث: نور توحید	۱۵
☆ پہلا مطلب: توحید کا مفہوم	۱۵
☆ دوسرا مطلب: توحید کے اثبات میں روشن دلائل	۱۶
۱-ارشاد باری: ﴿وما خلقت الجن و الإنس إلا ليعبدون﴾	۱۷
۲-ارشاد باری: ﴿ولقد بعثنا في كل أمةٍ رسولاً ...﴾	۱۷
۳-ارشاد باری: ﴿وما أرسلنا من قبلك من رسول...﴾	۱۹

۴-ارشاد باری:﴿ وقضى ربك أن لا تعبدوا إلا إياه ...﴾ ۲۰

۵-ارشاد باری:﴿ يقوم اعبدوا الله ما لكم من إلٰهٍ غيره﴾ ۲۱

۶-ارشاد باری:﴿ وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين ...﴾ ۲۲

۷-ارشاد باری:﴿ قل إن صلاتي ونسكي ومحياي ...﴾ ۲۲

۸-بندوں پر اللہ کا حق یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں.. ۲۳

۹-اللہ تعالیٰ نے 'لا الہ الا اللہ' کہنے والے جہنم حرام کردی ہے ۲۶

☆ تیسرا مطلب: توحید کی قسمیں ۲۷

۱-توحید خبری علمی اعتقادی ۲۷

۲-توحید طلبی قصدی ارادی ۲۸

تفصیلی طور پر توحید کی تین قسمیں ہیں ۲۸

پہلی قسم: توحید ربوبیت ۲۸

دوسری قسم: توحید اسماء وصفات ۲۹

تیسری قسم: توحید الوہیت ۳۰

☆ چوتھا مطلب: توحید کے فوائد اور ثمرات ۳۴

۱-دنیا وآخرت کی بھلائی توحید کے فضائل میں سے ہے ۳۴

۲-توحید دنیا وآخرت کے مصائب سے نجات کا سبب ہے ۳۴

۳-توحید خالص دنیا وآخرت میں امن وامان کی ضامن ہے ۳۴

۴-موحد کو مکمل ہدایت اور ہر اجر وغنیمت کی توفیق حاصل .. ۳۵

۵-اللہ تعالیٰ توحید کے سبب گناہوں کو بخش دیتا ہے ۳۵

۶-اللہ تعالیٰ توحید کے سبب جنت میں داخل کرتا ہے ۳۶

۷-توحید جب دل میں راسخ ہو جاتی ہے تو جہنم میں... ۳۷

۸-توحید جہنم میں داخل ہونے سے مانع ہوتی ہے ۳۸

۹-اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کا سب سے عظیم سبب توحید .. ۳۹

۱۰-تمام اعمال کی قبولیت توحید پر موقوف ہے ۳۹

۱۱-توحید بندے پر بھلائی کی انجام دہی اور برائی کا ترک.. ۳۹

۱۲-توحید کے دل میں راسخ ہو جانے پر اللہ ایمان کو محبوب... ۴۰

۱۳-توحید بندے پر تکلیفوں کو آسان کرتی ہے ۴۰

۱۴-توحید بندے کو مخلوق کی غلامی سے آزاد کرتی ہے ۴۰

۱۵-دل میں توحید کی تکمیل ہو جانے پر تھوڑا عمل بھی... ۴۱

۱۶-اللہ نے موحدین کے لئے فتح وکامرانی کی ضمانت لی ہے ۴۱

۱۷-اللہ موحدین کا دفاع کرتا ہے	۴۱
☆☆ دوسری بحث: شرک کی تاریکیاں	۴۳
☆ پہلا مطلب: شرک کا مفہوم	۴۳
☆ دوسرا مطلب: ابطال شرک کے روشن دلائل	۴۵
۱-ارشاد باری: ﴿ إن الله لا يغفر أن يشرك به... ﴾	۴۵
۲-ارشاد باری: ﴿ أم اتخذوا آلهةً من الأرض ... ﴾	۴۶
۳-اللہ کے علاوہ سارے معبودان باطلہ کمزور ہیں	۵۱
۴-مشرکین اللہ کو چھوڑ کر جن انبیاء یا صالحین کی عبادت کرتے ہیں	
وہ خود عمل صالح کے ذریعہ اللہ کی طرف محتاجی کا اہتمام کر کے...	۵۶
۵-اللہ کے علاوہ تمام معبودان میں عاجزی کے اسباب ہیں	۵۷
۶-ارشاد باری: ﴿ قل أفرء يتم ما تدعون من دون الله.. ﴾	۵۹
۷-ارشاد باری: ﴿ ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك .. ﴾	۶۰
۸-ارشاد باری: ﴿ ومن أضل ممن يدعوا من دون الله.. ﴾	۶۲
۹-مثالوں کا بیان کرنا وضاحت کے قوی اسالیب میں..	۶۴
(الف) ارشاد باری: ﴿ يا أيها الناس ضرب مثل .. ﴾	۶۴

(ب) ارشاد باری: ﴿ مثل الذين اتخذوا من دون الله.. ﴾	۶۶
(ج) ارشاد باری: ﴿ ضرب الله مثلاً رجلاً فيه شركاء.. ﴾	۶۸
۱۰-جو ہر چیز پر قادر ہے وہی تنہا مستحق عبادت ہے	۷۰
(۱) الوہیت میں منفرد	۷۱
(۲) وہی اللہ ہے ہر چیز جس کی بادشاہت کے نیچے ہے	۷۴
(۳) وہی اللہ ہے جس کے ہاتھ میں نفع وضرر کا اختیار ہے	۷۵
(۴) وہی اللہ ہر چیز پر قادر ہے	۷۶
(۵) اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے	۷۶
☆ تیسرا مطلب: شفاعت	۷۹
اولاً: شفاعت کی لغوی واصطلاحی تعریف	۷۹
ثانیاً: غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے والوں کی تردید..	۸۰
(۱) مخلوق خالق کی طرح نہیں ہے	۸۰
بادشاہوں اور عوام کے درمیان تعلقات تین طرح کے ہیں:	۸۱
۱-لوگوں کے حالات کی خبر دینے کے لئے جن کا انہیں علم نہیں	۸۱
۲-بادشاہ اپنی رعایا کی تدبیر سے عاجز ہو	۸۱

۳-بادشاہ اپنی رعایا کو فائدہ پہنچانا نہ چاہتا ہو ۸۱
(۲) شفاعت کی دو قسمیں ہیں: ۸۵
(الف) مثبت شفاعت جو اللہ سے مانگی جائے، اس دو شرطیں ہیں ۸۵
پہلی شرط: شفارشی کو اللہ کی جانب سے سفارش کی اجازت ہو ۸۵
دوسری شرط: شافع اور مشفوع لہ دونوں سے اللہ کی رضامندی ۸۵
(ب) منفی شفاعت جو غیر اللہ سے مانگی جائے ۸۶
(۳) غیر اللہ سے طالب شفاعت کے خلاف حجت قائم کرنا ۸۷
☆ چوتھا مطلب: نعمتیں عطا کرنے والا ہی مستحق عبادت ہے ۸۸
اولاً: (اللہ کی نعمتیں) اجمالی طور پر: ۸۹
ثانیاً: (اللہ کی نعمتیں) تفصیلی طور پر: ۹۲
☆ پانچواں مطلب: شرک کے اسباب ووسائل ۹۵
۱-صالحین کے بارے میں غلو ۹۶
۲-تعریف میں مبالغہ اور دین میں غلو ۱۰۰
۳-قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان میں تصویر کشی ۱۰۱
۴-قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ۱۰۴

۵-قبروں پر چراغاں کرنا اور عورتوں کا ان کی زیارت کرنا ۱۰۵
۶-قبروں پر بیٹھنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ۱۰۶
۷-قبروں کو میلہ گاہ بنانا اور گھروں میں نوافل کی ادائیگی ترک کرنا ۱۰۶
۸-تصویریں اور قبروں پر قبوں کی تعمیر ۱۰۸
۹-تین مسجدوں کے علاوہ کا سفر کرنا ۱۰۹
۱۰-قبروں کی بدعی زیارت، اور زیارت قبور کی دو قسمیں ہیں: ۱۱۱
پہلی قسم: مشروع زیارت ۱۱۱
دوسری قسم: مشرکانہ اور بدعی زیارت، اور اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۱۱
(الف) جو مردے سے اپنی حاجت کا سوال کرے ۱۱۱
(ب) جو مردے کے وسیلہ سے اللہ سے مانگے ۱۱۲
(ج) جو یہ گمان رکھے کہ قبروں کے پاس دعا قبول ہوتی ہے ۱۱۲
۱۱-سورج کے طلوع وغروب کے وقت نماز ادا کرنا ۱۱۲
☆ چھٹا مطلب: شرک کے انواع واقسام ۱۱۴
پہلی قسم: شرک اکبر، اس کی چار قسمیں ہیں: ۱۱۴
۱-دعاء کا شرک ۱۱۵

۲-نیت، ارادہ اور قصد کا شرک ۱۱۵

۳-اطاعت کا شرک ۱۱۶

۴-محبت کا شرک ۱۱۷

دوسری قسم: شرک اصغر جو ملت سے خارج نہیں کرتا ۱۱۸

شرک اصغر کی دو قسمیں ہیں: ۱۲۳

پہلی قسم: شرک ظاہر، وہ کچھ اقوال وافعال ہیں ۱۲۳

دوسری قسم: شرک خفی، یہ ارادوں کا شرک ہے، اس کی دو قسمیں ہیں ۱۲۵

۱-ریاء ونمود ۱۲۵

۲-انسان کا اپنے عمل سے دنیا چاہنا ۱۲۶

ثانیاً: شرک اکبر وشرک اصغر کے درمیان فرق ۱۲۶

۱-شرک اکبر دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے ۱۲۶

۲-شرک اکبر کا مرتکب جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہے گا ۱۲۶

۳-شرک اکبر تمام اعمال کو رائیگاں کر دیتا ہے ۱۲۷

۴-شرک اکبر خون ومال کو حلال کر دیتا ہے ۱۲۷

۵-شرک اکبر مومنین اور مشرک کے درمیان دشمنی واجب کر دیتا ہے ۱۲۷

☆ ساتواں مطلب: شرک کے آثار ونقصانات ۱۲۸

۱-دنیا وآخرت کی برائی شرک کے نقصانات میں سے ہے ۱۲۸

۲-شرک دنیا وآخرت میں مصائب ومشکلات کا سبب ہے ۱۲۸

۳-شرک خوف پیدا کرتا ہے اور دنیا وآخرت سے امن چھین.. ۱۲۸

۴-مشرک دنیا وآخرت میں گمراہی کا سامنا کرتا ہے ۱۲۸

۵-شرک اکبر کا مرتکب اگر توبہ کر کے نہیں مرا تو اس کی بخشش.. ۱۲۸

۶-شرک اکبر تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے ۱۲۹

۷-شرک اکبر کے مرتکب پر اللہ جہنم کو واجب اور جنت حرام.. ۱۳۰

۸-شرک اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا ۱۳۱

۹-شرک سب سے بڑا ظلم اور بہتان ہے ۱۳۲

۱۰-اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بری ہیں ۱۳۳

۱۱-شرک اللہ کے غضب اور سزا کے حصول کا عظیم سبب ہے ۱۳۳

۱۲-شرک فطرت کے نور کو گل کر دیتا ہے ۱۳۳

۱۳-شرک اخلاق حمیدہ کو ملیا میٹ کر دیتا ہے ۱۳۵

۱۴-شرک غیرت انسانی کو ختم کر دیتا ہے ۱۳۶

۱۵-شرک اکبرخون و مال کوحلال کر دیتا ہے	۱۳۶
۱۶-شرک اکبرمومنین اور مشرک کے درمیان عداوت کوواجب..	۱۳۷
۱۷-شرک اصغرایمان میں نقص پیدا کرتا ہے	۱۳۷
۱۸-شرک خفی ریاء،اوردنیاطلبی کیلئے عمل کا شرک ہے	۱۳۸
فہرست مضامین	۱۳۹

پہلی بحث: نورتوحید

پہلا مطلب: توحید کا مفہوم

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تنہا لائق عبادت ہونے، عظمت وجلال اور صفات کمال میں واحد اور بے مثال ہونے اور اسماء حسنیٰ میں منفرد اور نادرۂ روزگار ہونے کا علم رکھنے اور پختہ اعتقاد کے ساتھ اعتراف کرنے کا نام توحید مطلق ہے(۱)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾ (۲)۔

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ

(۱) دیکھئے: القول السدید في مقاصد التوحید للسعدی، ص: ۱۸۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۶۳۔

بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات، اپنے اسماء، اپنی صفات اور افعال میں تنہا اور اکیلا ہے، چنانچہ نہ تو اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہم نام ہے اور نہ ہمسر، اور نہ ہی کوئی اس کے مثل ہے اور نہ مشابہ، اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی خالق اور مدبر ہے؛ اور جب بات ایسی ہے تو وہی اس بات کا حقیقی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ کیا جائے'' (۱)۔

دوسرا مطلب: توحید کے اثبات میں روشن دلائل

توحید کے اثبات پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں روشن براہین اور واضح دلائل بے شمار ہیں، لیکن ان میں سے چند دلائل بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

(۱) تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۶۰۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ، مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا أُرِيْدُ أَنْ يُطْعِمُوْنِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ (۱)۔

اور میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے، میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا، اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، بے شک اللہ تعالیٰ ہی روزی رساں قوت والا مضبوط ہے۔

مفہوم یہ ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری توحید کا اقرار کریں (۲)۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلاً أَنِ اعْبُدُوْا اللَّهَ

---

(۱) سورۃ الذاریات: ۵۶ تا ۵۸۔

(۲) الجامع لأحکام القرآن الکریم للقرطبی، ۱۷/ ۵۷۔

وَاجْتَنِبُوْا الطَّاْغُوْتَ، فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَاْلَةُ﴾ (۱)۔

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (یہ حکم دے کر) کہ میری عبادت کرو، اور طاغوت سے اجتناب کرو، تو ان میں سے کچھ لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی اور کچھ لوگوں پر گمراہی ثابت ہوگئی۔

ان آیات میں اللہ عزوجل اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ اس کی حجت تمام امتوں پر قائم ہو چکی ہے، اور کوئی بھی اگلی یا پچھلی امت نہیں ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے، اور وہ سارے انبیاء ورسل ایک دعوت اور ایک دین پر متفق ہیں، اور وہ ہے تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا جس کا کوئی شریک نہیں، پھر انبیاء کی دعوت کو تسلیم کرنے کے اعتبار سے امتیں دو حصوں میں تقسیم ہوگئیں، ایک وہ جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی، چنانچہ ان امتوں نے رسولوں کی اتباع کی، اور دوسرے وہ جن پر گمراہی ثابت ہوگئی، چنانچہ انھوں نے راہ ہلاکت کی

---

(۱) سورۃ النحل: ۳۶۔

پیروی کی (۱)۔

(۳) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (۲)۔

اور ہم نے آپ ﷺ سے قبل کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ سے قبل تمام رسولوں کی رسالت کا نچوڑ اور خلاصہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دینا اور اس بات کی وضاحت کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے اور اس کے علاوہ کی عبادت باطل ہے (۳) اسی لئے اللہ عزوجل نے فرمایا:

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۳۹۳۔

(۲) سورۃ الأنبیاء: ۲۵۔

(۳) جامع البیان عن تأویل آي القرآن للطبری، ۱۸/ ۴۲۷، وتیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۴۷۰۔

﴿وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُوْنَ﴾ (۱)۔

اور آپ ہمارے ان رسولوں سے پوچھئے جنھیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ اور معبود مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے۔

(۴) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً﴾ (۲)۔

اور تمہارے رب نے صاف صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان (حسن سلوک) کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے توحید کا فیصلہ کرتے ہوئے، وصیت کرتے ہوئے،

(۱) سورۃ الزخرف: ۴۵۔

(۲) سورۃ الاسراء: ۲۳۔

حکم دیتے ہوئے اور تاکیدی طور پر لازم کرتے ہوئے فرمایا: ﴿**وَقَضَىٰ رَبُّکَ**﴾ اور تمھارے رب نے دینی طور پر فیصلہ کردیا ہے اور شرعا لازم کردیا ہے کہ ﴿**أَلَّا تَعْبُدُوْا**﴾ تم زمین اور آسمان میں رہنے والوں میں سے خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ کسی کی عبادت نہ کرو ﴿**إِلَّا إِيَّاهُ**﴾ سوائے اسی (اللہ) کے، کیونکہ وہ تنہا، اکیلا، منفرد اور بے نیاز ہے(۱)۔

(۵) تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی امتوں سے کہتے رہے کہ:

﴿**يٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ**﴾ (۲)۔

اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، کیونکہ وہی خالق، رازق اور تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے، اور اس کے سوا جو

(۱) دیکھئے: جامع البیان عن تأویل آي القرآن للطبری، ۱۷/۱۳، ۴۱۳، وتفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، ۳/۳۴، وتیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۴۰۷۔

(۲) سورۃ الأعراف: ۵۹۔

بھی ہے وہ مخلوق اور محتاج ہے، اسے کسی معاملہ کا کوئی اختیار نہیں (۱)۔

(۶) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿**وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ**﴾ (۲)۔

اور انہیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص کر کے۔

(۷) اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ **قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْکَ لَهُ وَبِذَٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ**﴾ (۳)۔

آپ کہہ دیجئے کہ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہان کا

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۲۵۵۔

(۲) سورۃ البینۃ: ۵۔

(۳) سورۃ الأنعام: ۱۶۲، ۱۶۳۔

رب ہے،اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا
ہےاور میں پہلامسلمان (تابع فرمان) ہوں۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کوحکم دیا ہے کہ وہ مشرکین سے کہہ دیں کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور اس میں میں جن چیزوں سے دوچار رہوں، اور ان تمام میں اللہ جو کچھ بھی مجھ پر جاری کرے اور جو کچھ بھی میرے نوشتۂ تقدیر میں مقدر کرے سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک عبادت نہیں، جیسا کہ اس کی بادشاہت اور اس کی تدبیر میں اس کا کوئی ساجھی وشریک نہیں، اسی بات کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے، اور میں اس امت میں اپنے رب کا سب سے پہلا اقراری، یقین کرنے والا اور تابع فرمان ہوں (۱)۔

(۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم

(۱) دیکھئے: جامع البیان عن تأویل آي القرآن للطبری، ۱۲/۲۸۳، وتیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۲۴۵۔

ﷺ نے ان سے فرمایا: ''**یا معاذ هل تدري ماحق الله علی عباده؟**'' اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟، انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کا زیادہ علم رکھتے ہیں'' تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''**حق الله علی عباده أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا**'' اللہ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں، پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا: ''**یا معاذ هل تدري ما حق العباد علی الله إذا فعلوه**'' اے معاذ! کیا تم جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جب وہ ایسا کر لیں؟ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں''، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**حق العباد علی الله أن لا یعذب من لا یشرک به شیئاً**'' بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اللہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کچھ

بھی شریک نہ کرے(۱)۔

یہ عظیم حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عبادتیں مشروع قرار دی ہیں، اور اس کے ساتھ اس کے علاوہ کسی کو شریک نہ کریں، نیز بندوں کا حق اللہ عزوجل پر یہ ہے کہ وہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جس ثواب کے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ ان کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے، اور یہ وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ کے قول حق اور سچے وعدہ کے بموجب ثابت ہوا ہے جس میں نہ تو خبر کے جھوٹ ہونے کا کوئی امکان ہے اور نہ ہی وعدہ خلافی کا کوئی اندیشہ، بلکہ یہ وہ حق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر از روئے فضل

(۱) متفق علیہ: بخاری، کتاب اللباس، باب ارداف الرجل خلف الرجل، ۷/۸۹، حدیث نمبر(۵۹٦۷)، ومسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعاً، ۱/۵۸، حدیث نمبر(۳۰)، مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں، حدیث نمبر(۲۸۵٦) و(٦۵۰۰)۔

وکرم اپنی ذات پر واجب کر لیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ذات پر اپنے مومن بندوں کے لئے ایک حق اسی طرح واجب کر لیا ہے جس طرح اپنی ذات پر ظلم کو حرام کر لیا ہے، اسے کسی مخلوق نے اللہ پر لازم نہیں کیا ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوقات پر قیاس کیا جا سکتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور عدل کے فیصلہ سے اپنی ذات پر رحمت لکھ لی ہے اور اپنے آپ پر ظلم کو حرام کر لیا ہے(۱)۔

(۹) حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

”... فإن الله حرم علی النار من قال : لا إله إلا الله ، يبتغي بذلک وجه الله“ (۲)۔

(۱) دیکھئے: المفھم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی، ۱/۲۰۳، وشرح النووی علی مسلم، ۱/۳۴۵، ومجموع فتاوی ابن تیمیۃ، ۱/۲۱۳۔

(۲) متفق علیہ: بخاری، کتاب الصلاۃ، باب المساجد في البيوت، ۱/۱۲۵، حدیث نمبر(۴۲۵)، ومسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر، ۱/۴۵۵، حدیث نمبر(۳۳)۔

...بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام قرار دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو اور اس سے اللہ کی رضا چاہتا ہو۔

تیسرا مطلب: توحید کی قسمیں

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اپنی تمام مخلوقات پر الوہیت اور عبودیت کا حقدار ہے، چنانچہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لئے ساری عبادتیں کرنا اور پورے دین کو اللہ کے لئے خالص کر دینا ہی توحید الوہیت ہے، اور یہی کلمۂ ''لا الہ الا اللہ'' کا معنیٰ ومفہوم ہے، اور یہ توحید توحید کی تمام قسموں (۱) کو شامل اور مستلزم ہے، کیونکہ توحید کی دو قسمیں ہیں:

۱-توحید خبری علمی اعتقادی (۲)۔

یہ توحید معرفت اور اثبات ہے، اور یہی توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات بھی ہے، یہ ذات باری تعالیٰ، اس کی صفات، اس کے افعال،

(۱) دیکھئے: تیسیر العزیز الحمید للشیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، ص:۴۷، والقول السدید للسعدی، ص:۱۷، وبیان حقیقۃ التوحید للشیخ صالح الفوزان، ص:۲۰۔

(۲) دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم، ۳/۴۴۹۔

اس کے اسماء، اس کے اپنی مشیت کے مطابق اپنے بندوں سے اپنی کتابوں کے ذریعہ کلام کرنے کی حقیقت کے اثبات کا نام ہے، اور اس کی قضاء وقدر اور اس کی حکمت کے عموم کو ثابت کرنے اور اس کی ذات کو ان تمام عیوب ونقائص سے مبرا ومنزہ کرنے کا نام ہے جو اس کے شایان شان نہیں۔

۲-توحید طلبی قصدی ارادی۔

یہ طلب اور قصد میں توحید ہے، اور اسی کا نام توحید الوہیت یا عبادت ہے(۱)۔

تفصیلی طور پر توحید کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہو جاتی ہیں:

پہلی قسم: توحید ربوبیت

توحید ربوبیت اس بات کے پختہ اعتقاد کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رب ہے جو تنہا تخلیق، بادشاہت، روزی اور تدبیر کائنات کا مالک ہے جس نے

(۱) دیکھئے: اجتماع الجیوش الاسلامیۃ علی غزو المعطلۃ والجہمیۃ لابن القیم، ۲/۹۴، ومعارج القبول لحافظ الحکمي، ۱/۹۸، وفتح المجید لعبدالرحمٰن بن حسن، ص:۱۷۔

اپنی تمام مخلوقات کی پرورش نعمتوں سے کی ہے، اور اپنی مخلوق کے چیدہ وبرگزیدہ افراد یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے سچے پیروکاروں کی پرورش صحیح عقائد، اچھے اخلاق، نفع بخش علوم اور اعمال صالحہ کے ذریعہ کی ہے، اور دلوں اور ثمر آور روحوں کی یہ نفع بخش تربیت دنیا وآخرت کی سعادت ونیک بختی کے لئے ہے۔

دوسری قسم: توحید اسماء وصفات

توحید اسماء وصفات اس بات کے پختہ اعتقاد کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر پہلو سے مطلق کمال سے متصف ہے، بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے جن اسماء وصفات کو اپنے لئے ثابت کیا ہے یا جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے لئے ثابت کیا ہے انھیں ان کے معانی اور ان سے متعلق کتاب وسنت میں وارد احکام سمیت اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت کے شایان شان اس طرح ثابت کیا جائے کہ نہ کسی صفت کی نفی لازم آئے، نہ اس کا معنیٰ معطل ہو، نہ اس میں تحریف کی جائے، نہ مخلوق کی صفت سے تشبیہ دی جائے، اور نہ ہی اس کی کیفیت بیان کی جائے، اور ان تمام نقائص وعیوب کی اللہ کی

ذات سے نفی کی جائے جن کی اللہ نے اپنی ذات سے یا اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی ذات سے نفی کی ہو، اور ہر اس چیز کی اللہ کی ذات سے نفی کی جائے جو اللہ کے کمال کے منافی ہو۔

توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے، جیسے سورۂ حدید کے ابتداء میں، سورۂ طٰہ میں، سورۂ حشر کے اخیر میں، سورۂ آل عمران کے اخیر میں اور مکمل سورۂ اخلاص میں وغیرہ(۱)۔

تیسری قسم: توحید الوہیت (توحید عبادت)

توحید الوہیت کو توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے، توحید عبادت علم، عمل اور اعتراف کے ساتھ اس بات کے پختہ عقیدہ کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات پر الوہیت اور عبادت کا حقدار ہے، اور تمام عبادتوں کا تنہا مستحق اللہ تعالیٰ کو سمجھنا، نیز اللہ تعالیٰ کے لئے پورے دین کو خالص کر دینا،

---

(۱) دیکھئے: فتح المجید، ص:۱۷، والقول السدید في مقاصد التوحید لعبد الرحمٰن السعدي، ص:۱۴ تا ۱۷، ومعارج القبول، ۱/۹۹۔

توحید الوہیت توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات دونوں کو شامل ومستلزم ہے، کیونکہ الوہیت ہی وہ صفت ہے جو تمام اوصاف کمال اور اوصاف ربوبیت وعظمت کو عام ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی اور لائق پرستش ہے، اس لئے کہ وہی جلال وعظمت کی خوبیوں کا مالک ہے، اور اس لئے بھی کہ اسی نے اپنی مخلوقات پر ہر طرح کے انعامات ونوازشات نچھاور کئے ہیں۔

چنانچہ اوصاف کمال میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور صفت ربوبیت میں اس کی انفرادیت سے لازم آتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہ ہو۔

توحید الوہیت ہی شروع سے اخیر تک تمام رسولوں کی دعوت کا مقصود اصیل تھا، اور توحید کی اس قسم کا بیان سورۂ **﴿قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾** میں اور درج ذیل فرمان باری تعالیٰ میں ہوا ہے:

﴿ قُلْ يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَّلَا

يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (١)۔

آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ)! اس انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں، اور نہ اللہ کو چھوڑ کر ہم میں کا بعض بعض کو رب بنائے، اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

اسی طرح سورۂ سجدہ کے شروع واخیر میں، اور سورۂ غافر کے شروع، درمیان اور اخیر میں، اور سورۂ اعراف کے شروع اور اخیر میں، اور قرآن کریم کی اکثر سورتوں میں توحید الوہیت کا بیان ہوا ہے۔

قرآن کریم کی ہر سورت میں توحید کی قسموں کا بیان ہوا ہے، قرآن کریم از اول تا آخر توحید کی قسموں ہی کے بیان پر مشتمل ہے؛ کیونکہ قرآن کریم یا تو اللہ تبارک وتعالیٰ، اس کے اسماء وصفات، اس کے افعال

(١) سورۃ آل عمران: ٦٤۔

اوراس کے اقوال کی خبر دیتا ہے، اور یہی توحید علمی خبری اعتقادی یعنی ''توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات'' ہے، اور یا تو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے اور دیگر معبودان باطلہ سے رشتہ توڑنے کی دعوت دیتا ہے اور یہی توحید ارادی طلبی یعنی ''توحید الوہیت'' ہے، اور یا تو قرآن کریم امرونہی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے وجوب کے بیان پر مشتمل ہے، اور یہ ساری چیزیں توحید کے حقوق اور تتمہ میں شامل ہیں، اور یا تو قرآن کریم اہل توحید کے اعزاز واکرام اور انھیں دنیا میں عطا ہونے والی نصرت وتائید اور آخرت میں عطا ہونے والی عزت افزائی کی خبر دیتا ہے، اور یہ توحید کا ثمرہ ہے، اور یا تو قرآن کریم اہل شرک اور انھیں دنیا میں دی جانے والی سزاؤں اور آخرت میں ہونے والے عذاب کی خبر دیتا ہے، اور یہ توحید کے حکم سے خارج ہونے والے کا انجام ہے، الغرض قرآن کریم مکمل طور پر توحید، اس کے حقوق اور اس کے ثمرات اور شرک اور اہل شرک اور ان کے انجام کے بیان پر مشتمل ہے(۱)۔

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم، ۳/۴۵۰، وفتح المجید، ص:۱۷-۱۸، والقول السدید، ص:۱۶، ومعارج القبول، ۱/۹۸۔

چوتھا مطلب: توحید کے فوائد اور ثمرات

توحید کے بڑے عظیم فضائل، لائق تعریف ثمرات اور بہترین نتائج ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱- دنیا وآخرت کی بھلائی توحید کے فضائل وثمرات میں سے ہے۔

۲- توحید دنیا وآخرت کی مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات کا سب سے عظیم سبب ہے، اللہ تعالیٰ توحید کے ذریعہ دنیا وآخرت کی مصیبتیں ٹالتا ہے اور نعمتیں اور بھلائیاں کھولتا ہے۔

۳- توحید خالص سے دنیا وآخرت میں مکمل امن وسلامتی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾(۱)۔

جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کیا

(۱) سورۃ الأنعام: ۸۲۔

ایسے ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر گامزن ہیں۔

۴- صاحب توحید (موحد یا توحید پرست) مکمل ہدایت اور ہر اجر وغنیمت کی توفیق سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

۵- اللہ تعالیٰ توحید کے ذریعہ گناہوں کی مغفرت فرماتا اور خطاؤں کو مٹاتا ہے، چنانچہ حدیث قدسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

''یا ابن آدم إنک لو أتیتني بقراب الأرض خطایا ثم لقیتني لا تشرک بي شیئاً لأتیتک بقرابها مغفرةً'' (١)۔

اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے اور پھر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کچھ بھی

(١) ترمذي، کتاب الدعوات، باب فضل التوبة والاستغفار، ۵/ ۵۴۸، حدیث نمبر (۳۵۴۰)، اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذي (۳/ ١٧٦) اور سلسلة الأحادیث الصحیحة (حدیث نمبر: ١٢٧، ١٢٨) میں صحیح قرار دیا ہے۔

شریک نہ کیا ہو، تو میں تیرے پاس زمین (کی وسعتوں) بھر بخشش لے کر آؤں گا۔

٦- توحید کی بدولت موحد کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرماتا ہے، چنانچہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من شهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریک له، وأن محمداً عبده ورسوله، وأن عیسیٰ عبد الله ورسوله وکلمته ألقاها إلی مریم و روح منه، وأن الجنة حق، وأن النار حق، أدخله الله الجنة علی ما کان من العمل'' (١)۔

جس نے اس بات کی گواہی دی کہ کوئی حقیقی معبود نہیں سوائے اللہ

(١) متفق علیہ: بخاری، کتاب الأنبیاء، باب قولہ تعالیٰ: ﴿یا أهل الکتاب لا تغلوا في دینکم﴾ ۴/ ١٦٨، حدیث نمبر (۳۲۵۲)، ومسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً، ١/ ۵٧، حدیث نمبر (٢٨)۔

واحد کے، اس کا کوئی شرک نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا، اور اس کی طرف سے روح ہیں، اور یہ کہ جنت حق ہے، اور یہ کہ جہنم حق ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا خواہ جیسا بھی عمل ہو۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من مات لا يشرك بالله شيئاً دخل الجنة" (۱)۔

جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہیں کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۷- توحید جب دل میں راسخ اور پیوست ہو جاتی ہے تو موحد کو جہنم میں

(۱) مسلم، کتاب الایمان، باب من مات لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنۃ، ۱/۹۴، حدیث نمبر (۹۳)۔

داخل ہونے سے بالکلیہ روک دیتی ہے، چنانچہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"...فإن الله حرم على النار من قال: لا إله إلا الله، يبتغي بذلك وجه الله" (۱)۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام کر دیا ہے جو کہے "لا الہ الا اللہ" اور وہ اس سے اللہ کی رضا کا خواہاں ہو۔ (یعنی خلوص نیت سے کہے)

۸- اگر بندے کے دل میں رائی کے ادنیٰ دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو وہ اسے جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہنے سے مانع ہوگا (۲)۔

(۱) بخاری، کتاب الصلاۃ، باب المساجد في البيوت، ۱/۱۲۶، حدیث نمبر (۴۲۵)، ومسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر، ۱/۴۵۵-۴۵۶، حدیث نمبر (۳۳)۔

(۲) دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿لما خلقت بيدي﴾، حدیث نمبر (۷۴۱۰)، وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرؤیة، ۱/۱۷۰، حدیث نمبر (۱۸۳، ۱۹۳)۔

۹- اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کا سب سے عظیم سبب توحید ہی ہے، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پانے والا سب سے خوش بخت شخص وہ ہے جس نے خلوص دل یا خلوص نیت سے ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا ہو(۱)۔

۱۰- تمام ظاہری و باطنی اعمال واقوال کی قبولیت، کمال اور ان پر اجر وثواب کا مرتب ہونا توحید پر موقوف ہے، چنانچہ جس قدر اللہ کے لئے توحید اور خلوص وللٰہیت قوی اور مضبوط تر ہوگا اسی قدر یہ اعمال واقوال بھی مکمل اور تام ہوں گے۔

۱۱- توحید بندے پر نیکیوں کی انجام دہی اور برائیوں کے ترک کو سہل اور آسان بنا دیتی ہے اور اسے مصائب میں تسلی بخشتی ہے، چنانچہ موحد پر جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی توحید میں مخلص ہو نیکیوں کی انجام دہی آسان ہوتی ہے، کیونکہ اسے اپنے رب کی رضا اور ثواب کی امید ہوتی ہے، اسی طرح اس کے لئے ان معاصی اور گناہوں کو ترک کرنا آسان ہوتا ہے

(۱) بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث، ۱/ ۳۸، حدیث نمبر (۹۹)۔

جنھیں انجام دینے کے لئے اس کا نفس آمادہ ہوتا ہے، کیونکہ اسے اللہ کی ناراضگی اور سزا کا خوف ہوتا ہے۔

۱۲- توحید جب دل میں مکمل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ موحد کے لئے ایمان کو محبوب بنا دیتا ہے اور اسے اس کے دل میں مزین وآراستہ کر دیتا ہے، اور اس کے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو ناپسندیدہ اور مبغوض کر دیتا ہے، اور اسے ہدایت یافتہ لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما دیتا ہے۔

۱۳- توحید بندے کے لئے ناپسندیدہ چیزیں ہلکی اور سہل بناتی ہے اور اس پر آنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں کو آسان کر دیتی ہے، چنانچہ بندہ اپنے دل میں توحید کے کمال و رسوخ کے اعتبار سے تکالیف ومصائب کو شرح صدر، اطمینان قلب اور اللہ کی کڑوی تقدیروں پر تسلیم ورضا کا ثبوت دیتے ہوئے قبول کرتا ہے۔ توحید انشراح صدر کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے۔

۱۴- توحید بندے کو مخلوق کی غلامی، ان سے لو لگانے، ان سے ڈرنے اور امید وابستہ کرنے اور ان کی خاطر عمل کرنے کی قید وبند سے آزاد کرتی

ہے۔

اور یہی حقیقی عزت اور عظیم شرف ہے، اور اسی سے بندہ اللہ کا عبادت گزار ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ کسی سے امید کرتا ہے نہ اس کے علاوہ کسی سے خوف کھاتا ہے، اور اسی سے اس کی فلاح وکامیابی کی تکمیل ہوتی ہے۔

۱۵-توحید جب بندے کے دل میں مکمل ہو جاتی ہے اور مکمل اخلاص و للٰہیت کے ساتھ دل میں راسخ ہو جاتی ہے تو بندے کا تھوڑا عمل بھی زیادہ ہو جاتا ہے، اور اس کے نیک اعمال واقوال بلا حساب گنا در گنا ہو جاتے ہیں۔

۱۶- اللہ تبارک وتعالیٰ نے موحدین کے لئے دنیا میں فتح وکامرانی، نصرت وتائید، عزت وشرف، ہدایت یابی، نیکیوں کی توفیق، اصلاح احوال اور اعمال واقوال میں استقامت وراستی کی ضمانت لی ہے۔

۱۷- اللہ عزوجل مومنین وموحدین کا دنیا وآخرت کے شرور وفتن سے بچاؤ اور دفاع کرتا ہے اور ان پر پاکیزہ زندگی، اپنی ذات سے حصول

اطمینان اور اپنی یاد سے محبت وانسیت کے حصول کا احسان فرماتا ہے۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان باتوں کے شواہد (دلائل) کتاب وسنت میں بکثرت ہیں جو معروف ہیں، واللہ اعلم'' (۱)۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''اور دلوں کو سرور اور لذت تامہ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی پسندیدہ چیزوں کے ذریعہ اس سے قریب ہو کر ہی حاصل ہو سکتی ہے، اور اللہ کی محبت اللہ کے علاوہ ہر محبوب سے اعراض کر کے ہی مکمل ہو سکتی ہے، اور یہی کلمۂ ''لا الہ الا اللہ'' کی حقیقت ہے (۲)۔

---

(۱) القول السدید فی مقاصد التوحید، ص: ۲۵۔

(۲) مجموع الفتاوی، ۲۸/۳۲۔

دوسری بحث: شرک کی تاریکیاں

پہلا مطلب: شرک کا مفہوم

"شرك" اور "شركت" دونوں کے معنیٰ ایک ہی ہیں، اور کبھی دونوں مشترک اور متشارک ہوتے ہیں اور کبھی دونوں الفاظ ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں، اور "أشرك بالله" کا مفہوم ہے اللہ کے ساتھ کفر کیا، لہٰذا وہ مشرک یا مشرکی قرار پایا، اور دونوں الفاظ سے اسم "شرك" ہی آتا ہے، اور "رغبنا في شرككم" کا مفہوم ہے ہم نے تمہارے نسب میں شریک ہونے کی خواہش کی (۱)۔

اور "أشرك بالله" کا معنیٰ ہے اللہ کی بادشاہت یا اس کی عبادت میں

(۱) دیکھئے: القاموس المحیط، باب الکاف، فصل الشین، ص: ۱۲۴۰۔

اس کا شریک بنایا، لہٰذا "شرک" کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ اللہ کا کوئی شریک ٹھہرائیں جب کہ اس نے آپ کو پیدا کیا ہے، شرک سب سے بڑا گناہ ہے، نیز شرک اعمال کو ضائع و برباد کرنے والا اور ثواب سے محروم کرنے والا ہے، چنانچہ جس کسی نے محبت یا تعظیم میں اللہ کے علاوہ کو اللہ کے برابر قرار دیا یا ملت ابراہیمی کے مخالف نقوش اور مبادی کی پیروی کی وہ مشرک ہے (۱)۔

شرک کی دو قسمیں ہیں:

۱- شرک اکبر: جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔

۲- شرک اصغر: جو انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتا (۲)۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ شرک اکبر کی ایسی تعریف جو اپنے تمام اقسام و افراد کو جامع ہو یہ ہے کہ بندہ عبادت کا کوئی حصہ یا عبادت کی کوئی قسم غیر اللہ کے لئے انجام دے۔ چنانچہ ہر عقیدہ یا قول یا

(۱) الأجوبة المفيدة لمهمات العقيدة لعبد الرحمٰن الدوسری، ص: ۴۱۔
(۲) دیکھئے: قضية التكفير للمؤلف (زیر نظر کتاب کے مولف)، ص: ۱۱۹۔

عمل جس کے بارے میں یہ ثابت ہو کہ شارع نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے، اسے اللہ وحدہ لاشریک کے لئے انجام دینا توحید، ایمان اور اخلاص ہے اور اسے غیر اللہ کے لئے پھیر دینا کفر وشرک ہے۔

یہ شرک اکبر کا ایسا ضابطہ ہے جس سے کوئی چیز خارج نہیں ہوسکتی، رہی شرک اصغر کی تعریف تو شرک اصغر ہر اس وسیلہ اور ذریعہ کو کہتے ہیں جس سے شرک اکبر تک پہنچا جائے، جیسے وہ ارادے، اقوال اور افعال جو عبادت کے مرتبہ تک نہ پہنچیں (۱)۔

دوسرا مطلب: ابطال شرک کے روشن دلائل

شرک کے ابطال اور مشرکین کی مذمت میں واضح اور قطعی دلائل بے شمار ہیں، ان میں سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱- ہر وہ شخص جس نے کسی نبی، یا ولی، یا فرشتہ، یا جن کو پکارا، یا اس کے لئے کسی بھی قسم کی کوئی عبادت کی تو اس نے اللہ کو چھوڑ کر اسے معبود بنا

(۱) دیکھئے: القول السدید في مقاصد التوحید لعبد الرحمٰن السعدي، ص: ۳۱، ۳۲، ۵۴۔

لیا(۱)، اور یہی وہ شرک اکبر ہے جس کے سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْماً عَظِيْماً ﴾ (۲)۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ گناہ جس کے لئے چاہے بخش دیتا ہے، اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

۲- ان قطعی دلائل وبراہین میں سے جن کی وضاحت ایسے شخص کے لئے مناسب ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود بنا لئے اللہ عزوجل کا درج ذیل فرمان بھی ہے:

﴿ أَمِ اتَّخَذُوْا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ لَوْ كَانَ

(۱) دیکھئے: فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص: ۲۴۲۔

(۲) سورۃ النساء: ۴۸۔

فِيْهِمَاْ آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَاْ سُبْحَاْنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّاْ يَصِفُوْنَ لَاْ يُسْأَلُ عَمَّاْ يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾(۱)۔

کیا ان لوگوں نے زمین سے جنھیں معبود بنا رکھا ہے وہ زندہ کرتے ہیں، اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہوجاتے، پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہراس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرکین بیان کرتے ہیں، وہ اپنے کاموں کے لئے جواب دہ نہیں ہے اور وہ سب (اللہ کے آگے) جواب دہ ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر نکیر فرمائی ہے جس نے اللہ کے علاوہ زمین سے دیگر معبود بنالئے، خواہ وہ پتھر ہوں یا لکڑی یا ان کے علاوہ دیگر بت ہوں جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے، تو کیا یہ لوگ مردوں کو زندہ کرسکتے ہیں اور انہیں اٹھا سکتے ہیں؟؟۔

جواب یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں، انہیں اس بات کی کوئی قدرت نہیں،

(۱) سورۃ الأنبیاء:۲۱-۲۳۔

اور اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ دیگر معبود عبادت کے حق دار ہوتے تو یقیناً زمین وآسمان فنا ہوجاتے، اور زمین وآسمان کی مخلوقات بھی تباہ وبرباد ہوجاتیں، کیونکہ ایک سے زیادہ معبودان کا ہونا آپس میں ایک دوسرے کو منع کرنے، آپس میں جھگڑنے اور باہم اختلاف کرنے کا متقاضی ہے، اور اسی وجہ سے ہلاکت وتباہی پیدا ہوگی۔

چنانچہ اگر دو معبودوں کا وجود فرض کرلیا جائے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز کو پیدا کرنا چاہے اور دوسرا نہ چاہے، یا ایک کوئی چیز دینا چاہے جبکہ دوسرا نہ چاہے، یا دونوں میں سے ایک کسی جسم کو ہلانا چاہے اور دوسرا روکنا چاہے، تو ایسی صورت میں دنیا کا نظام درہم برہم ہوجائے گا اور زندگی برباد ہوجائے گی، کیونکہ:

☆ دونوں معبودوں کی چاہت کا بیک وقت پایا جانا محال ہے، اور یہ انتہائی باطل شیء ہے، کیونکہ اگر دونوں کی چاہتیں بیک وقت پائی جائیں تو اس سے دو متضاد چیزوں کا اکٹھا ہونا لازم آئے گا، نیز یہ لازم آئے گا کہ ایک ہی چیز بیک وقت زندہ بھی ہو مردہ بھی ہو، متحرک بھی ہو ساکن بھی ہو۔

☆اگر دونوں میں سے کسی ایک کی بھی چاہت حاصل نہ ہو تو اس سے ہر دو معبودوں کا عاجز ودر ماندہ ہونا لازم آئے گا، اور در ماندگی ربوبیت کے منافی ہے۔

☆ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کی چاہت پائی جائے اور وہی نافذ ہو، دوسرے کی نہیں، تو جس کی چاہت پائی جائے گی وہی قدرت والا معبود مانا جائے گا اور دوسرا عاجز، کمزور اور بے بس قرار پائے گا۔

☆ اور تمام معاملات میں دونوں کا ایک ہی چاہت پر متفق ہونا غیر ممکن ہے، اور اس وقت متعین ہو جاتا ہے کہ طاقتور اور اپنے معاملے پر غالب وہی ذات ہے' تنہا جس کی چاہت پائی جارہی ہے، جسے نہ کوئی روک ٹوک کرنے والا ہے، نہ آڑے آنے والا، نہ جھگڑنے والا، نہ مخالف اور نہ ہی کوئی شریک ہے، اور وہ اللہ عزوجل ہے جو پیدا کرنے والا تنہا معبود ہے جس کے سوا نہ کوئی معبود برحق ہے اور نہ کوئی رب اور پالنہار، اور اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے دلیل تمانع کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلٰهٍ إِذاً لَّذَهَبَ

كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا ہے، اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لئے لئے پھرتا، اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، اللہ کی ذات پاک اور بے نیاز ہے ان تمام اوصاف سے جن سے یہ متصف کرتے ہیں، وہ غیب وحاضر کا جاننے والا ہے اور جو شرک یہ کرتے ہیں اس سے بلند وبالا ہے۔

عالم علوی وسفلی کا استحکام اور از وقت خلقت اس کا نظم ونسق اور بعض کا بعض سے ربط انتہائی گہرا اور مکمل ہے، ارشاد باری ہے:

﴿مَا تَرَى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ﴾(۲)۔

(۱) سورۃ المؤمنون: ۹۱، ۹۲۔

(۲) سورۃ الملک: ۳۔

آپ اللہ رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بے سلیقگی اور کجی نہ دیکھیں گے۔

اور ہر چیز مسخر اور مخلوقات کی مصلحتوں کے لئے حکمت کے ساتھ پابند کی ہوئی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا کا مدبر ایک ہے، اس کا رب ایک ہے، اس کا معبود ایک ہے، جس کے سوا نہ تو کوئی معبود ہے اور نہ کوئی خالق (۱)۔

۳- تمام عقلاء کے نزدیک یہ بات معلوم ہے کہ اللہ کے علاوہ جن معبودان کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ تمام وجوہ سے کمزور، عاجز اور بے بس ہیں، نیز یہ معبودان اپنے لئے یا اپنے علاوہ کسی اور کے لئے کسی بھی نفع یا نقصان، زندگی یا موت، دینے یا نہ دینے، بلند یا پست کرنے، عزت یا ذلت دینے کے مالک نہیں ہیں، اور نہ ان صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہیں جن سے معبود حقیقی (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) متصف ہے، تو جس کی

---

(۱) دیکھئے: درء تعارض العقل والنقل لابن تیمیة، ۳۵۲/۹، ۳۵۴، ۳۳۷-۳۸۲، ۳۵/۱-۳۷، وتفسیر البغوی، ۲۴۱/۳، ۳۱۶، وابن کثیر، ۲۵۵/۳، ۱۷۶، وفتح القدیر للشوکانی، ۴۰۲/۳، ۴۹۶، وتفسیر عبدالرحمٰن السعدی، ۲۲۰/۵، ۳۷۴، وأیسر التفاسیر لأبي بکر جابر الجزائری، ۹۹/۳، ومناهج الجدل في القرآن الکریم للدکتور زاهر بن عواض الألمعي، ص: ۱۵۸-۱۶۱۔

یہ حالت ہو اس کی عبادت کیونکر ہوسکتی ہے؟ اور جس کے یہ اوصاف ہوں اس سے کیسے امید لگائی جاسکتی ہے یا ڈرا جاسکتا ہے؟ اور ایسے معبود سے کیسے سوال کیا جاسکتا ہے جو نہ سن سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اسے کسی چیز کا علم ہے؟ (۱)۔

اللہ عز وجل کے علاوہ جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے ان کی عاجزی و درماندگی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی اچھی طرح بیان فرمایا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿قُلْ أَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرّاً وَّلَا نَفعاً وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (۲)۔

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے والا علم رکھنے والا ہے۔

---

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۸۳/۲، ۲۱۹، ۲۷۷، ۴۱۷، ۴۷/۳، ۲۱۱، ۳۱۰، وتفسیر السعدي، ۳۲۷/۲، ۴۲۰، ۲۹۰/۳، ۴۵۱، ۲۷۹/۵، ۴۵۷، ۱۵۳/۶، وأضواء البیان للشنقیطي، ۴۸۲/۲، ۱۰۱/۳، ۳۲۲، ۵۹۸، ۴۴/۵، ۲۶۸/۶۔

(۲) سورۃ المائدۃ: ۷۶۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ أَ يُشْرِكُوْنَ مَاْ لَاْ يَخْلُقُ شَيْئاً وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ، وَلَاْ يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْراً وَّلَاْ أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ، وَإِنْ تَدْعُوْهُمْ إِلَىٰ الْهُدَىٰ لَاْيَتَّبِعُوْكُمْ سَوَاْءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوْهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَاْمِتُوْنَ ، إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَاْلُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَاْدِقِيْنَ، أَ لَهُمْ أَرْجَلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَاْ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَاْ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَاْ أَمْ لَهُمْ آذَاْنٌ يَسْمَعُوْنَ بِهَاْ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاْءَ كُمْ ثَمَّ كِيْدُوْنِ فَلَاْ تُنْظِرُوْنِ، إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَاْبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّاْلِحِيْنَ ، وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ لَاْ يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاْ أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ، وَإِنْ تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهُدَى لَاْ يَسْمَعُوْا وَتَرَاْهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَاْ يُبْصِرُوْنَ ﴾(۱)۔

(۱) سورۃ الأعراف:۱۹۱-۱۹۸۔

کیا وہ ایسے کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی پیدا کئے گئے ہیں، اور ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود کی بھی مدد نہیں کر سکتے، اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری پیروی نہیں کریں گے، تمہارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم انہیں پکارو یا خاموش رہو، بے شک تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، اگر تم سچے ہو تو انہیں پکارو اور پھر وہ تمہارا کہنا پورا کر دیں!!، کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں، یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں، آپ کہہ دیجئے تم اپنے سارے شرکاء کو بلالو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو، اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو، یقیناً میرا مددگار (دوست) اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے، اور تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری

کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں، اور اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کے لئے بلاؤ تو وہ اس کو نہ سنیں گے، اور ان کو آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئاً وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرّاً وَّلَا نَفْعاً وَلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتاً وَّلَا حَيَاةً وَّلَا نُشُوْراً﴾(۱)۔

ان لوگوں نے اللہ کے سوا جنھیں اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، یہ تو اپنی جان کے نقصان ونفع کا بھی اختیار نہیں رکھتے، اور نہ موت وحیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔

اور یہ معبودان باطلہ ان صفات کے ساتھ ساتھ نہ اپنے عابدوں سے

---
(۱) سورۃ الفرقان:۳۔

تکلیف کے ہٹانے کے مالک ہیں اور نہ ہی اسے دوسروں کی طرف پھیرنے کے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿قُلِ ادْعُوْا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهِ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلاً﴾(۱)۔

کہہ دیجئے اللہ کے سوا جنھیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو، لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔

۴- یہ چیز یقینی طور پر معلوم ہے کہ مشرکین اللہ کو چھوڑ کر جن انبیاء یا صالحین یا فرشتوں یا مسلمان جنوں کی عبادت کرتے ہیں وہ ان سے بیزار ہو کر خود عمل صالح اور اپنے رب سے قریب ہونے میں منافست کے ذریعہ اللہ کی طرف محتاجی کا اہتمام کرتے ہیں، اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، تو جس کی یہ حالت ہو اس کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے؟ (۲)۔

---
(۱) سورۃ الاسراء:۵۶۔

(۲) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۴۸، وتفسیر السعدی، ۴/ ۲۹۱۔

ارشاد باری ہے:

﴿ أُولٰئِکَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ كَانَ مَحْذُوْراً﴾ (۱)۔

جنھیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، بے شک تیرے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی چاہئے۔

۵- اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے کہ اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان میں تمام پہلو سے دعاء کی عدم قبولیت اور عاجزی کے تمام اسباب موجود ہیں، کیونکہ یہ لوگ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کی مقدار کے بھی مالک نہیں، نا مستقل طور پر اور نہ ہی اشتراک کے طور پر، اور نہ ہی ان معبودان باطلہ میں سے اللہ کا کوئی

(۱) سورۃ الاسراء:۵۷۔

اس کی بادشاہت اور تدبیر میں معاون اور مددگار ہے، اور نہ ہی سفارش اس کے پاس کچھ نفع دے سکتی ہے سوائے اس کے جس کے لئے اللہ کی اجازت ہو(۱)۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوْا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِيْ السَّمَاوَاتِ وَلَا فِيْ الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ، وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ (۲)۔

کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن کا تمہیں گمان ہے ان سب کو پکارلو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، سفارش بھی اسکے پاس کچھ نفع نہیں دے سکتی سوائے ان کے جن کے لئے اجازت ہو جائے۔

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۳۷، وتفسیر السعدی، ۶/ ۲۷۴۔

(۲) سورۃ سبا:۲۲، ۲۳۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ ذَلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ، إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ (۱)۔

یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اور اس کے سوا جنھیں تم پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، اور آپ کو کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا خبردار خبر نہ دے گا۔

۶-ارشاد باری ہے:

﴿ قُلْ أَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ

(۱) سورۂ فاطر:۱۳،۱۴۔

بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾(۱)۔

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۷-اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذاً مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ، وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيْبُ بِهِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

(۱) سورۃ الزمر:۳۸۔

الرَّحِيْمُ﴾ (۱)۔

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت نہ کرنا جو تجھے نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو ایسی صورت میں تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

اور یہ ہر مخلوق کا وصف ہے کہ نہ تو وہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، در حقیقت نفع ونقصان پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور جس شخص نے ایسے کو پکارا جو نہ تکلیف پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے، تو اس نے شرک اکبر کا ارتکاب کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا، اور جب نبی کریم ﷺ غیر اللہ کو پکار کر مشرکین اور ظالموں میں سے ہو سکتے ہیں تو آپ کے علاوہ کی کیا حیثیت

(۱) سورۃ یونس: ۱۰۶، ۱۰۷۔

ہے!! (۱)۔

چنانچہ جو نفع ونقصان کا مالک ہے صرف وہی تنہا عبادت کا حقدار ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۲)۔

اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں ہے، اور اگر اللہ تمہیں کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

۸- اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ، وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ أَعْدَاءً وَّكَانُوْا

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۳۳۱۔

(۲) سورۃ الأنعام: ۱۷۔

بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ﴾(۱)۔

اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں، بلکہ ان کی پکار سے محض غافل اور بےخبر ہوں، اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے صاف انکار کر جائیں گے۔

کیا ان لوگوں سے زیادہ گمراہ اور کوئی ہے جو ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو دنیا میں اپنی اقامت کی مدت تک ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے، وہ ان سے ذرہ کے بقدر بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، وہ نہ تو ان کی پکار کو سن سکتے ہیں اور نہ ان کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں، یہ تو ان کی دنیوی حالت ہے، ورنہ آخرت میں تو وہ ان کے شرک کا صریح انکار کردیں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے، ان کا بعض بعض کو لعنت کرے گا اور ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کرے گا(۲)۔

---

(۱) سورۃ الأحقاف: ۵،۶۔

(۲) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان، ص: ۷۲۴۔

۹-معقول حقائق کو محسوس شکل میں ظاہر کرنے کے لئے مثالوں کا بیان کرنا واضح اور قوی ترین اسالیب میں سے ہے، اور یہ انتہائی عظیم شیء ہے جس سے بت پرستوں کی ان کے عقیدہ اور عبادت وتعظیم میں ان کے خالق ومخلوق کو مساوی قرار دینے کے ابطال کے لئے ان کی تردید کی جاسکتی ہے، چونکہ اس قسم کی مثالیں قرآن کریم میں بکثرت موجود ہیں اس لئے میں مندرجہ ذیل صرف تین مثالوں پر اکتفا کروں گا جن سے مقصود واضح ہو جائے گا:

(الف) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَاباً وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهُ وَإِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئاً لَّايَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ، مَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾(۱)۔

---

(۱) سورۃ الحج: ۷۳،۷۴۔

اے لوگو ایک مثال بیان کی جارہی ہے ذرا کان لگا کر سنو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ مکھی اگر ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے اس سے چھین بھی نہیں سکتے، بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے، ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ قدر نہ کی، بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔

ہر بندے کے لئے ضروری ہے کہ اس مثال کو سنے اور کما حقہ اس میں غور و تدبر کرے، کیونکہ یہ مثال اس کے دل سے شر و فساد کے جراثیم کو کاٹ کر رکھ دے گی، جب وہ معبودان باطلہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے انہیں ایک مکھی پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں ہے اگر چہ سارے کے سارے اس کے پیدا کرنے کے لئے جمع ہو جائیں، تو اس سے بڑی چیز کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے مثلاً خوشبو وغیرہ تو اس سے بدلہ لینے کی بھی انہیں قدرت نہیں ہے

کہ وہ اسے اس سے چھین لیں، یعنی نہ تو انہیں ایک مکھی پیدا کرنے کی قدرت ہے جو کہ سب سے کمزور مخلوق ہے، اور نہ ہی اس سے بدلہ لینے اور چھینی ہوئی چیز کے واپس لینے کی طاقت ہے، الغرض ان معبودان باطلہ سے عاجز و در ماندہ اور کمزور کوئی چیز نہیں ہے، تو کیسے ایک عقلمند شخص اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کو اچھا سمجھتا ہے؟۔

یہ مثال شرک کے بطلان اور مشرکین کی تجہیل میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بلیغ ترین مثالوں میں سے ہے(۱)۔

(ب) شرک کے بطلان، مشرکین کے خسارہ اور انہیں اپنے مقصود کے برعکس حاصل ہونے کے سلسلہ کی ایک بہترین اور واضح الدلالت مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ

(۱) دیکھئے: أمثال القرآن لابن القیم، ص:۴۷، والتفسیر القیم لابن القیم، ص:۳٦۸، وتفسیر البغوي، ۳/۲۹۸، وتفسیر ابن کثیر، ۳/۲۳٦، وفتح القدیر للشوکانی، ۳/۴۷۰، وتفسیر السعدی، ۵/۳۲٦۔

الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً ، وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُوْنَ﴾ (۱)۔

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے کمزور اور بودا گھر مکڑی کا گھر ہی ہے کاش وہ جانتے، اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنھیں وہ اس کے سوا پکار رہے ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان فرما رہے ہیں، انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔

یہ مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے بیان فرمایا ہے جو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ عزت، قوت اور نفع کا خواہاں ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ یہ لوگ ضعیف اور

(۱) سورۃ العنکبوت: ۴۱-۴۳۔

کمزور ہیں، اور جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر انہیں کارساز بنالیا ہے وہ ان سے بھی کمزور ہیں اور ان کی مثال اپنی کمزوری اور کارساز بنانے سے جو ان کا مقصد ہے اس میں اس مکڑی کی سی ہے جو سب سے کمزور جانور ہے، جو ایک گھر بنا لیتی ہے جو سب سے کمزور گھر ہوتا ہے، چنانچہ اس کے گھر بنا لینے سے اس کی کمزوری میں اضافہ ہی ہوتا ہے، اسی طرح جس نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو کارساز بنالیا وہ ضعیف اور کمزور ہیں اور انہیں کارساز بنانے سے ان کی کمزوری اور بے بسی میں اضافہ ہی ہوگا (۱)۔

(ج) ان بلیغ ترین مثالوں میں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مشرک کی چادر تار تار ہوتی ہے اور وہ اپنے معاملے میں حیران وششدر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً رَّجُلاً فِيْهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَرَجُلاً سَلَماً لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلاً الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ

(۱) دیکھئے: تفسیر البغوی، ۳/ ۴۶۸، وأمثال القرآن لابن القیم، ص: ۲۱، وفتح القدیر للشوکانی، ۴/ ۲۰۴۔

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (۱)۔

اللہ تعالیٰ مثال بیان فرما رہا ہے کہ ایک وہ شخص جس میں باہم ضد رکھنے والے شریک ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب تعریف ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یہ ایک مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشرک اور موحد کے لئے بیان فرمائی ہے، چنانچہ مشرک چونکہ مختلف معبودوں کی پرستش کرتا ہے اس لئے اس کی تشبیہ اس غلام سے دی گئی ہے جو آپس میں جھگڑنے اور اختلاف کرنے والی ایک جماعت کی ملکیت میں ہو، جو بداخلاق اور اس سے خدمت لینے کے اس قدر حریص ہوں کہ ان تمام لوگوں کو راضی کرنا اس کے لئے ممکن نہ ہو، اور اس طور پر وہ ایک طرح کے عذاب اور کڑھن میں ہو۔

(۱) سورۃ الزمر: ۲۹۔

اور موحد چونکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہے اس لئے اس کی مثال اس غلام کی سی ہے جو صرف ایک آقا کی ملکیت میں ہو، وہ صرف اسی کا ہو، اسے اس کے مقاصد کا علم ہو اور وہ اسے راضی کرنے کا گر سمجھتا ہو، تو ایسا غلام شریکوں کے باہمی کشاکش اور اختلاف سے امن وسکون میں ہوتا ہے، بلکہ وہ خالص اپنے آقا کا ہوتا ہے جس میں کسی کا کوئی تنازعہ نہیں، ساتھ ہی اس کا مالک اس کے ساتھ رحم وکرم، شفقت اور حسن اخلاق سے پیش آتا ہے اور اس کی مصلحتوں کا خیال رکھتا ہے، تو کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟؟ جواب یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں، دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے!!!(۱)۔

۱۰- تنہا عبادت کا مستحق صرف وہی ہو سکتا ہے جو ہر چیز پر قدرت اور ہر چیز کا احاطہ کئے ہو، مکمل سلطنت وغلبہ اور ہر چیز کی نگہبانی کا مالک ہو، ہر چیز کا جسے علم ہو، اور دنیا وآخرت اور نفع وضرر کا جو مالک ہو، دینا اور نہ دینا

(۱) دیکھئے: تفسیر البغوی، ۴/ ۸۷، وابن کثیر، ۴/۵۲، والتفسیر القیم لابن القیم، ص: ۴۲۳، وفتح القدیر للشوکانی، ۴/۴۶۲، وتفسیر السعدی، ۶/ ۴۶۸، وتفسیر الجزائری، ۴/۴۳۔

جس کے ہاتھ میں ہو، جس کی یہ شان ہو وہ اس لائق ہے کہ یاد رکھا جائے تو بھلایا نہ جائے ، اور شکر کیا جائے تو ناشکری نہ کی جائے ، اور اطاعت کی جائے تو نافرمانی نہ کی جائے ، اور اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ کیا جائے (۱)۔

اور کمال مطلق کے اوصاف صرف اور صرف اللہ عز وجل کے لئے ہیں جن کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا، لیکن ان میں سے چند اوصاف کمال درج ذیل ہیں:

۱- الوہیت میں منفرد:

عبادت کی مستحق تنہا اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے جو زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی ، جو قیوم ہے ، بذات خود قائم ہے اور تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے اور مخلوق ہر ہر چیز میں اس کی محتاج ہے، اللہ تعالیٰ کی کمال

---

(۱) دیکھئے: تفسیر البغوی،۱/ ۲۳۷،۳/ ۱۷،۲/ ۸۸،۲۷۲،۳، وابن کثیر،۱/ ۳۰۹،۲/۲۷۲،۵، ۳/ ۴۲، ۲/ ۱۲۷، ۴۳۵، ۵۷۰، ۱/ ۳۴۴، ۲/ ۱۳۸، وتفسیر السعدی، ۱/ ۳۱۳، ۷/ ۶۸۶، ۲/ ۳۸۱، ۳/ ۳۹۷، ۴/ ۲۰۴، ۶/ ۳۶۴، ۱/ ۳۵۶، ۲/ ۳۷۲، و أضواء البیان، ۲/ ۱۸۷، ۳/ ۲۷۱۔

زندگی اور کمال قیومیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے اور آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات اس کے بندے ہیں اور اس کے قہر اور بادشاہت کے ماتحت ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿إِنْ كُلُّ مَنْ فِيْ السَّمَاْوَاْتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِيْ الرَّحْمٰنِ عَبْداً، لَقَدْ أَحْصَاْهُمْ وَعَدَّهُمْ عَداًّ﴾ (۱)۔

آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں وہ سب کے سب اللہ کے غلام ہی بن کر آنے والے ہیں، ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی کمال بادشاہت اور عظمت وکبریائی کی ایک دلیل ہے کہ اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا، چنانچہ تمام اہل وجاہت اور سفارشی اللہ کے غلام اور بندے ہیں، وہ کسی کی سفارش نہیں کرسکتے یہاں تک کہ اللہ عز وجل کی اجازت ہو جائے ، اور اللہ کی اجازت اسی کے لئے ہوگی جس سے وہ راضی ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کا

---

(۱) سورۃ مریم: ۹۳، ۹۴۔

علم تمام کائنات کو محیط ہے، اس کے علم کے ادنیٰ حصہ پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا سوائے اس کے جس کی اس نے ان کو اطلاع دیدی ہے، اور اس کی عظمت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین کو وسیع ہے، اور اللہ تعالیٰ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات کی حفاظت کئے ہوئے ہے، اور ان دونوں کی حفاظت اس کے لئے دشوار نہیں، بلکہ انتہائی سہل اور نہایت آسان ہے، وہ ہر چیز پر غالب اور اپنی ذات سے اپنی تمام مخلوقات پر بلند ہے، اور اپنی عظمت وصفات سے عالی وبرتر ہے، وہ بلند ہے جو تمام مخلوقات پر غالب ہے اور تمام موجودات اس کے تابع ہیں، وہ عظیم، عظمت وکبریائی کی صفات کا جامع ہے، ان عظیم صفات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

﴿ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ

كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ (۱)۔

اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

۲- وہ ایسا معبود ہے جس کی بادشاہت کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے، ساری مخلوقات خواہ وہ جمادات ہوں، حیوانات ہوں، انسان ہوں،

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۵۵۔

جن ہوں، فرشتے ہوں اسی کے تابع فرمان ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِيْ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعاً وَّكَرْهاً وَإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ (۱)۔

تمام آسمانوں والے اور زمین والے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور تابع فرمان ہیں، خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے، اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

۳- وہ ایسا معبود ہے جس کے ہاتھ میں نفع ونقصان کا اختیار ہے، چنانچہ اگر ساری مخلوق کسی ایک مخلوق کو نفع پہنچانے پر متفق ہو جائے تو اسے اتنا ہی نفع پہنچا سکتی ہے جتنا اس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری مخلوق کسی مخلوق کو کچھ نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائے اور اللہ نہ چاہے تو اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی، ارشاد باری ہے:

﴿ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيْبُ بِهِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ

(۱) سورۃ آل عمران: ۸۳۔

عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (۱)۔

اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قادر ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئاً أَنْ يَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (۲)۔

وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اسے اتنا کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ 'ہو جا' تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

۵- اس کے علم کا ہر چیز کو محیط ہونا تمام امور غیب کو شامل ہے، اسے اس چیز کا علم ہے جو ہو چکا ہے اور جو ہوگا، اور جو نہیں ہوا اگر ہوتا تو کیسا

(۱) سورۃ یونس: ۱۰۷۔

(۲) سورۃ یٰس: ۸۲۔

ہوتا(۱)، ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ (۲)۔

یقیناً اللہ تعالیٰ سے زمین وآسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ (۳)۔

اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

نیز ارشاد ہے:

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۱/۳۴۴، ۲/ ۱۳۸، والسعدی، ۲/ ۳۵۶، ۲/۳۷۲۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۵۔

(۳) سورۃ یونس: ۶۱۔

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ (۱)۔

اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں، اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے، اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ الأنعام: ۵۹۔

(۲) سورۃ الأنفال: ۷۵۔

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان صفات اور ان کے علاوہ کمال وعظمت کے دیگر اوصاف کو جانے گا وہ صرف اللہ واحد کی عبادت کرے گا، کیونکہ وہی عبادت کا مستحق اور برحق معبود ہے۔

تیسرا مطلب: شفاعت

اولاً: شفاعت کا لغوی مفہوم:

کہا جاتا ہے: "شفع الشیء" یعنی کسی چیز میں ایک چیز اور ملا کر طاق کو جفت بنا دیا (۱)۔

اصطلاحی تعریف: کسی دوسرے کو نفع پہنچانے یا اس سے نقصان کو دفع کرنے کے لئے سفارش کرنا (شفاعت کہلاتا ہے) (۲)۔

جو شخص غیر اللہ سے تعلق قائم کرتا ہے اور اس کی شفاعت کا طالب ہوتا

(۱) دیکھئے: القاموس المحیط ، باب العین، فصل الشین، ص: ۹۴۷، والنهاية في غريب الحدیث، ۲/ ۴۸۵، والمعجم الوسیط، ۱/ ۴۸۷۔

(۲) دیکھئے: شرح لمعۃ الاعتقاد للشیخ محمد بن صالح العثیمین، ص: ۸۰۔

ہے اسے دعوت دینے میں قولی حکمت یہ ہے کہ اسے یہ سمجھایا جائے کہ شفاعت صرف تنہا اللہ کی ملکیت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعاً لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (۱)۔

کہہ دیجئے کہ تمام شفاعتوں کا مختار (مالک) اللہ تعالیٰ ہی ہے، تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کے لئے ہے، پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ثانیاً: غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے والے کی درج ذیل اقوال حکمت سے تردید کی جائے گی:

۱۔مخلوق خالق کی طرح نہیں ہے، چنانچہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ انبیاء، صالحین، فرشتے اور ان کے علاوہ دیگر مخلوقات کی اللہ کے یہاں بڑی وجاہت ہے اور ان کا بڑا اونچا مقام ہے لہٰذا یہ اللہ کے یہاں ہماری سفارش کریں گے جیسا کہ شاہان وسلاطین تک پہنچنے کے لئے اہل وجاہت

(۲) سورۃ الزمر: ۴۴۔

اور وزراء کی قربت حاصل کی جاتی ہے تا کہ انہیں اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ذریعہ اور واسطہ بنایا جا سکے، تو یہ بات انتہائی باطل اور لغو ہے کیونکہ ایسا کہہ کر اس نے اللہ عظیم و برتر شہنشاہ کو دنیا کے فقیر بادشاہوں کے مشابہ قرار دیا، جو اپنی بادشاہت کی تکمیل اور اپنی طاقت وقوت کی تنفیذ کے لئے وزراء اور اہل وجاہت کے محتاج ہوتے ہیں، کیونکہ بادشاہوں اور عام لوگوں کے درمیان جو واسطے ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل تین وجوہات میں سے کسی ایک وجہ کی بنیاد پر ہوا کرتے ہیں:-

پہلی وجہ: بادشاہوں کو لوگوں کے حالات سے آگاہ کرنے کے لئے جن کا انہیں علم نہیں ہوتا۔

دوسری وجہ: چونکہ بادشاہ اپنی رعایا کی تدبیر سے عاجز ہوتا ہے لہٰذا اس کے لئے مددگاروں اور درباریوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

تیسری وجہ: بادشاہ اپنی رعایا کو نفع پہنچانا یا ان کے ساتھ احسان کرنا نہیں چاہتا، تو جب انہیں ایسا کوئی شخص ملتا ہے جو بادشاہ کو وعظ ونصیحت کرے، تو اپنی رعایا کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے بادشاہ کی ہمت اور اس

کا ارادہ حرکت کرتا ہے۔

لیکن اللہ عز وجل اپنی کمزور مخلوق کی طرح نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، وہ اپنے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہے، اور اپنے بندوں پر ایک ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ دنیوی بادشاہوں کے پاس سفارش کرنے والے کی کبھی تو مستقل ملکیت ہوتی ہے اور کبھی وہ ان کا ساجھی وشریک ہوتا ہے اور کبھی ان کا معاون ومددگار، چنانچہ دنیا کے بادشاہ مندرجہ ذیل تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے ان کی سفارش قبول کرتے ہیں:

(الف) کبھی تو انہیں خود اس سفارشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ب) کبھی انہیں اس کا خوف ہوتا ہے۔

(ج) اور کبھی انہیں اپنے ساتھ کئے ہوئے اس کے احسان کا اسے بدلہ دینا ہوتا ہے۔

چنانچہ بندوں کی ایک دوسرے کے لئے سفارشیں اسی قبیل سے ہیں، جو بھی کسی کی سفارش قبول کرتا ہے وہ یا تو کسی چاہت کی وجہ سے قبول کرتا

ہے، یا کسی چیز کے ڈر سے، اور اللہ عزوجل کی شان یہ ہے کہ وہ نہ کسی سے کسی چیز کی امید کرتا ہے نہ کسی سے ڈرتا ہے، اور نہ ہی کسی چیز کا محتاج اور ضرورت مند ہے(۱)۔

اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کے ساتھ تمام قسم کے تعلقات کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے اور اس کا بطلان واضح طور پر بیان کر دیا ہے، ارشاد ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوْا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِيْ السَّمٰوٰتِ وَلَا فِيْ الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ، وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾(۲)۔

کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکار لو،

(۱) دیکھئے: فتاوی ابن تیمیة، ۱/ ۱۲۶-۱۲۹۔

(۱) سورۃ سبا: ۲۲، ۲۳۔

نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، سفارش بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی سوائے ان کے جن کے لئے اجازت ہو جائے، یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا، اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے۔

اس آیت کریمہ نے مشرکین کے لئے شرک تک پہنچنے کے تمام راستوں کو بڑی اچھی طرح اور مضبوطی سے بند کر دیا ہے، کیونکہ عبادت کرنے والا معبود سے تعلق محض اس لئے قائم کرتا ہے کہ اسے اس سے نفع کی امید ہوتی ہے، اور ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ معبود اُن اسباب کا مالک ہو جن سے عابد فائدہ اٹھا سکے، یا ان اسباب کے مالک کا شریک، یا مددگار، یا وزیر، یا اس کا معاون ہو، یا صاحب جاہ و منزلت ہو تا کہ اس کے پاس سفارش کر سکے، اور جب یہ چاروں چیزیں نہ پائی

جائیں تو شرک کے اسباب وذرائع بھی ختم ہوگئے (۱)۔

۲-شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

(الف) **مثبت شفاعت:** مثبت شفاعت وہ شفاعت ہے جو اللہ عزوجل سے طلب کی جاتی ہے، اوراس کی دوشرطیں ہیں:

☆ **پہلی شرط:** سفارشی کو اللہ کی جانب سے سفارش کرنے کی اجازت ہو، ارشاد باری ہے:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ﴾ (۲)۔

کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔

☆ **دوسری شرط:** سفارشی سے اور جس کے لئے سفارش کی جارہی ہے اس سے اللہ کی رضامندی، ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ ﴾ (۳)۔

---

(۱) دیکھئے: التفسیر القیم لابن القیم، ص: ۴۰۸۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۲۵۵۔

(۳) سورۃ الأنبیاء: ۲۸۔

اور وہ سفارش نہیں کر سکتے سوائے اس کے لئے جس سے اللہ راضی ہوجائے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴾ (۱)۔

اس دن سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمٰن اجازت دیدے اور اس کی بات سے راضی ہوجائے۔

(ب) منفی شفاعت: منفی شفاعت وہ ہے جو غیر اللہ سے ایسی چیزوں میں طلب کی جاتی ہے جس کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اور اللہ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر شفاعت' نیز کافروں کے لئے شفاعت (بھی اسی منفی شفاعت میں شامل ہے) ارشاد ہے:

﴿ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ ﴾ (۲)۔

---

(۱) سورۃ طٰہٰ: ۱۰۹۔

(۲) سورۃ المدثر: ۴۸۔

سفارشیوں کی سفارش انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔

البتہ اس سے نبی کریم ﷺ کی وہ سفارش مستثنیٰ ہے جو آپ ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کے لئے فرمائیں گے(۱)۔

۳- غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے والے کے خلاف نص اور اجماع سے دلیل قائم کرنا، چنانچہ نہ تو نبی کریم ﷺ نے اور نہ آپ سے پہلے کے انبیاء نے لوگوں کے لئے یہ مشروع کیا کہ وہ فرشتوں، یا انبیاء، یا صالحین کو پکاریں اور ان سے سفارش طلب کریں، اور نہ صحابۂ کرام اور ان کے سچے تابعین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ایسا کیا، اور نہ مسلمانوں کے اماموں میں سے کسی نے اسے پسند کیا، نہ ائمۂ اربعہ نے، نہ ہی ان کے علاوہ کسی امام نے، نہ کسی ایسے مجتہد نے جس کے قول پر دین میں اعتماد کیا جاتا ہو، نہ کسی ایسے شخص نے جس کی بات کا اجماع کے مسائل

---

(۱) دیکھئے: بخاری مع الفتح، مناقب الأنصار، باب قصة أبي طالب، ۷/۱۹۳، حدیث نمبر(۳۸۸۳)، ومسلم، کتاب الایمان، باب أهون أهل النار عذاباً، ۱/۱۹۵، حدیث نمبر(۲۱۱)۔

میں اعتبار ہو، تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہی لائق ہیں(۱)۔

چوتھا مطلب: بھر پور نعمتوں سے نوازنے والا ہی عبادت کا مستحق ہے۔

مشرکین کو اللہ کی طرف دعوت دینے میں حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کی نگاہوں اور دلوں کو اللہ کی ظاہری و باطنی، اور دینی و دنیوی عظیم نعمتوں کی طرف پھیرا جائے، کیونکہ اللہ عز وجل نے اپنے بندوں پر تمام نعمتیں نچھاور کردی ہیں، ارشاد ہے:

﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ (۲)۔

اور تم پر جو بھی نعمتیں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں۔

---

(۱) دیکھئے: فتاوی ابن تیمیة، ۱/۱۱۲، ۱۵۸، ۱۴/ ۳۹۹-۴۱۴، ۱/ ۱۰۸-۱۶۵، ۱۴/۳۸۰، ۴۰۹، ۱/۱۶۰-۱۶۶، ۱۹۵، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۴۱، ودرء تعارض العقل والنقل لابن تیمیة، ۵/ ۱۴۷، واضواء البیان، ۱/ ۱۳۷۔

(۲) سورۃ النحل: ۵۳۔

اور یہ دنیا اور دنیا کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مسخر کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو بیان فرمایا ہے اور ان کے ذریعہ بندوں پر اپنا احسان جتلایا ہے، اور یہ کہ وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے، اللہ نے جن نعمتوں کے ذریعہ بندوں پر احسان جتلایا ہے وہ درج ذیل ہیں:

☆اولاً: اجمالی طور پر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعاً﴾ (۱)۔

وہ اللہ کی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا فرمائیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۹۔

(۲) سورۃ لقمان: ۲۰۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے، اور تمہیں اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں بھر پور دے رکھی ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعاً مِّنْهُ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (۱)۔

اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے تابع کر دیا ہے، یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

یہ احسان تمام ظاہری وباطنی، حسی ومعنوی نعمتوں کو شامل ہے، چنانچہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اس انسان کے لئے مسخر کر دی گئی ہیں، اور یہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات سورج، چاند، ستارے وسیارے، پہاڑ، سمندر، نہریں، ہر قسم کے حیوانات، درختوں اور

(۱) سورۃ الجاثیۃ: ۱۳۔

پھلوں، معادن اور ان کے علاوہ بنی آدم کے مصالح کو اور عبرت، فائدہ، اور لطف اندوزی کی ضرورتوں کے مصالح کو شامل ہے۔

اور یہ ساری چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تنہا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی وہ معبود ہے جس کے علاوہ کسی کے لئے عبادت، ذلت وانکساری، ورحقیقی محبت لائق وسزاوار نہیں، اور یہ اللہ عز وجل کے حق ہونے اور اس کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کے باطل ہونے کے وہ عقلی دلائل ہیں جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں (۱)۔

ارشاد ہے:

﴿ ذَلِکَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَاْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاْطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ (۲)۔

یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے، اور اس کے سوا جسے بھی یہ

---

(۱) دیکھئے: تفسیر البغوی، ۱/ ۵۹، ۳/ ۲۷، وابن کثیر، ۳/ ۴۵۱، ۴/ ۱۴۹، والشوکانی، ۱/ ۶۰، ۴/ ۴۲۰، والسعدی، ۱/ ۶۹، ۶/ ۱۶۱، ۷/ ۲۱، وأضواء البیان للشنقیطی، ۳/ ۲۲۵-۲۵۳۔

(۲) سورۃ الحج: ۶۲، نیز دیکھئے: سورۃ لقمان: ۳۰۔

پکارتے ہیں وہ باطل ہے، اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔

☆ **ثانیاً: تفصیلی طور پر:**

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاْوَاْتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاْءِ مَاْءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاْتِ رِزْقاً لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِيْ الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَاْرَ، وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَاْئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَاْرَ، وَ ءَ اٰتَاْكُمْ مِّنْ كُلِّ مَاْ سَأَلْتُمُوْهُ وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَاْ تُحْصُوْهَاْ إِنَّ الْإِ نْسَاْنَ لَظَلُوْمٌ كَفَّاْرٌ﴾ (۱)۔

اللہ عز وجل وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اور آسمانوں سے بارش برسا کر اس کے ذریعہ سے تمہاری روزی کے لئے پھل نکالے ہیں، اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ

---

(۱) سورۃ ابراہیم: ۳۲-۳۴۔

دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں، اوراس نے ندیاں اور
نہریں تمہارے بس میں کر دی ہیں، اسی نے تمہارے لئے سورج
اور چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ برابر ہی چل رہے ہیں، اوررات ودن کو
بھی تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے، اسی نے تمہیں تمہاری منہ مانگی
ہوئی کل چیزوں میں سے دے رکھا ہے، اگرتم اللہ کی نعمتوں کا شمار
کرنا چاہو تو ان کا شمار نہیں کر سکتے، یقیناً انسان بڑا ظالم
ناشکرا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوْا مِنْهُ لَحْماً طَرِيّاً وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ، وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَأَنْهَاراً وَّسُبُلاً لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ، وَعَلٰمٰتٍ وَّبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ، أَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ، وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ

اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(۱)۔

اور وہی وہ ذات ہے جس نے سمندر کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم
اس سے نکلا ہوا تازہ گوشت کھاؤ اوراس میں سے اپنے پہننے کے
لئے زیورات نکال سکو، اورتم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اس میں پانی کو
چیرتی ہوئی چلتی ہیں، اوراس لئے بھی کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور
ہوسکتا ہے کہ تم اس کی شکرگذاری بھی کرو، اوراس نے زمین میں
پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تاکہ تمہیں لے کر ہلے نہ، اورنہریں اورراہیں
بنادیں، تاکہ تم منزل مقصود کو پہنچو، اوربھی بہت سی نشانیاں مقرر
فرمائیں، اورستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں، تو کیا وہ
جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟ کیا تم بالکل نہیں
سوچتے، اوراگرتم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو، تو تم ان کا شمار نہیں
کر سکتے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کیا وہ ذات جو ان نعمتوں کو اوران عجیب مخلوقات کو پیدا کرتی ہے اس

---

(۱) سورۃ النحل: ۱۴-۱۸، نیز دیکھئے: سورۃ النحل، (۳-۱۲)۔

جیسی ہوسکتی ہے جوان میں سے کچھ نہیں پیدا کرسکتی ؟؟۔

یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ بندوں میں سے کوئی فرد بھی اپنے کسی عضو یا کسی حاسہ کی بناوٹ وتخلیق کی نعمت کو شمار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، چہ جائے کہ اپنے جسم کی ساری نعمتوں اور ہر وقت وہر لمحہ عطا ہونے والی مختلف انواع واقسام کی نعمتوں کا شمار کر سکے؟ (۱)۔

کسی عقلمند کے لئے اس کے بعد اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ صرف اس اللہ کی عبادت کرے جس نے اپنے بندوں پر یہ نعمتیں نچھاور کی ہیں، اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرے؛ کیونکہ وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے، اس کی ذات پاک ہے۔

پانچواں مطلب: شرک کے اسباب ووسائل

نبی کریم ﷺ نے (اپنی امت کو) ان تمام چیزوں سے ڈرایا ہے جو شرک تک پہنچاتی ہوں، یا اس میں جا واقع ہونے کا سبب ہوں، اور انہیں

(۱) دیکھئے: فتح القدیر، ۳/۱۵۴، ۳/۱۱۰، وأضواء البیان للشنقیطي، ۳/۲۵۳۔

کھول کر واضح طور پر بیان بھی کر دیا ہے، ان میں سے چند وسائل وذرائع مختصراً درج ذیل ہیں:

۱- صالحین کے بارے میں غلو:

یہ اللہ عز وجل کے ساتھ شرک کا ذریعہ ہے، چنانچہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمین پر اتارے جانے کے بعد سے لوگ اسلام پر گامزن تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"كَانَ بَيْنَ آدَمَ وَنُوْحٍ عَشَرَةُ قُرُوْنٍ كُلُّهُمْ عَلَى الإِسْلَامِ" (۱)۔

حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس صدیاں گذری ہیں یہ سب کے سب اسلام (توحید) پر گامزن تھے۔

اس کے بعد لوگ نیک لوگوں سے تعلق قائم کرنے لگے اور آہستہ آہستہ

(۱) مستدرک حاکم، کتاب التاریخ، ۲/۵۴۶، فرماتے ہیں: "یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے، لیکن امام بخاری ومسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے، اور امام ابن کثیر نے اسے البدایۃ والنھایۃ (۱/۱۰۱) میں ذکر فرمایا ہے، اور امام بخاری کی طرف منسوب کیا ہے، دیکھئے: فتح الباری، ۶/۳۷۲۔

زمین میں شرک داخل ہوا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کومبعوث فرمایا، تاکہ وہ لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے روکیں (۱)۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا:

﴿ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَداً وَّلَا سُوَاعاً وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْراً ﴾ (۲)۔

اور انھوں نے کہا اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا، اور نہ ہی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام ہیں، جب یہ فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کے ماننے والوں کو یہ بات سمجھائی کہ جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے نصب کرلو، اور انہیں انہی کے ناموں سے موسوم کرو، تو انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن ان کی عبادت نہیں کی گئی،

---

(۱) دیکھئے: البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، ۱/۱۰۶۔
(۲) سورۃ نوح: ۲۳۔

یہاں تک کہ جب یہ لوگ (مجسمے نصب کرنے والے) بھی مرگئے اور علم بھلا دیا گیا تو ان کی پرستش ہونے لگی (۱)۔

اس شرک کا سبب صالحین کی شان میں غلو کرنا ہے، کیونکہ شیطان صالحین کی شان میں غلو اور قبر پرستی کی دعوت دیتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں یہ ڈالتا ہے کہ ان قبروں پر عمارت کی تعمیر اور ان سے چمٹ کر بیٹھنا ان قبر والے انبیاء وصالحین سے محبت کی دلیل ہے، نیز یہ کہ ان قبروں کے پاس دعاء قبول ہوتی ہے، پھر انہیں اس درجہ سے ہٹا کر ان کے وسیلہ سے دعا کرنے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھانے تک لے جاتا ہے، جب کہ اللہ کی شان اس سے عظیم تر ہے کہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے واسطے سے اس سے سوال کیا جائے، پھر جب ان کے دلوں میں یہ بات راسخ ہوجاتی ہے تو انہیں صاحب قبر کو پکارنے، اس کی عبادت کرنے، اللہ کو چھوڑ کر اس سے شفاعت طلب کرنے اور اس کی قبر کو بت بنانے کی طرف لے جاتا ہے، جس پر پردے لٹکائے جائیں، اس کے گرد طواف کیا جائے،

---

(۱) بخاری مع فتح الباری، کتاب التفسیر، سورۃ نوح، ۸/ ۶۶۷، حدیث نمبر (۴۹۲۰)۔

اسے چھوا جائے اور اس کا بوسہ لیا جائے اور اس کے پاس جانور ذبح کئے جائیں، اور پھر انہیں چوتھے درجے یعنی لوگوں کو اس کی عبادت کرنے اور اسے میلہ گاہ بنانے کی دعوت دینے کی طرف پھیرتا ہے، اور پھر انہیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ جو ان چیزوں سے منع کرتا ہے وہ ان اونچے مقام ومرتبہ والے انبیاء وصالحین کی تنقیص وتوہین کرتا ہے اور ایسا کرنے سے وہ ناراض اور غضبناک ہوتے ہیں (۱)۔

اسی لئے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو دین میں غلو کرنے، قول، فعل یا اعتقاد سے کسی کی بہت زیادہ تعظیم کرنے اور مخلوق کو اس کے اپنے مرتبہ سے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے فائز کیا ہے بلند کرنے سے ڈرایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ يَاْ أَهْلَ الْكِتَاْبِ لَاْ تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَاْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسىٰ ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ

(۱) دیکھئے: تفسیر الطبری، ۶۲/۲۹، وفتح المجید شرح کتاب التوحید، ص: ۲۴۶۔

اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَاْ إِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ﴾ (۱)۔

اے اہل کتاب اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گذر جاؤ، اور اللہ پر حق بات ہی کہو، حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (لفظ "کن" سے پیدا شدہ) ہیں جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا، اور اس کے پاس کی روح ہیں۔

۲- تعریف میں مبالغہ اور حد سے تجاوز، اور دین میں غلو:

رسول اللہ ﷺ نے کسی کو حد سے زیادہ بڑھانے سے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے:

" لا تطروني كما أطرت النصارىٰ ابن مريم فإني أنا عبده ، فقولوا: عبد الله ورسوله" (۲)۔

(۱) سورۃ النساء: ۱۷۱۔

(۲) بخاری مع فتح الباری (انہی الفاظ کے ساتھ)، کتاب الأنبیاء، باب قولہ تعالیٰ: ﴿ واذكر في الكتاب مريم... ﴾، ۶/ ۴۷۸، ۱۲/۱۴۴، اس کی شرح فتح الباری میں دیکھئے، ۱۲/ ۱۴۹۔

مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھا دیا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہنا۔

نیز ارشاد ہے:

"إیاکم والغلو في الدین، فإنما أهلک من کان قبلکم الغلو في الدین" (۱)۔

دین میں غلو کرنے سے بچنا، کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہیں دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا تھا۔

۳-قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان میں تصویر کشی:

نبی کریم ﷺ نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ صالحین کی قبروں کے پاس اللہ کی عبادت کرنا خود ان کی عبادت کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اسی لئے جب حضرت

(۲) نسائی، کتاب مناسک الحج، باب التقاط الحصیٰ، ۵/۲۶۸، وابن ماجہ، کتاب المناسک، باب قدر حصی الرمي ۲/۱۰۰۸، واحمد، ۱/۳۴۷۔

ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے حبشہ کے ایک کنیسہ (گرجا گھر) کا تذکرہ کیا جس میں تصویریں تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن أولئک إذا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبره مسجداً وصوروا فیه تلک الصور، أولئک شرار الخلق عند الله یوم القیامة" (۱)۔

بے شک یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی ہوتا اور پھر مرجاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر لیتے اور اس میں تصویریں نصب کر دیتے، یہ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔

اور یہ نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کے لئے (بھلائی کی) حرص

(۱) بخاری مع فتح الباری، کتاب هل تنبش قبور مشرکي الجاهلیة ویتخذ مکانها مساجد، ۱/۵۲۳، ۳/۲۰۸، ۷/۱۸۷، ومسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد علی القبور، ۱/۳۷۵۔

اور چاہت ہی تھی کہ جب آپ ﷺ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا:

''لعنة الله على اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد'' قالت عائشة رضي الله عنها: يحذر ما صنعوا''(۱)۔

اللہ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ یہود ونصاریٰ کے عمل سے ڈرا رہے تھے۔

اور وفات سے پانچ روز قبل فرمایا:

''ألا و إن من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور أنبيائهم و صالحيهم مساجد ، ألا فلا تتخذوا القبور مساجد،

(۱) بخاری مع فتح الباری، کتاب الصلاۃ، باب: حدثنا ابو الیمان، ۱/۵۳۲، ۳/۲۰۰، ۶/۴۹۴، ۷/۱۸۶، ۸/۱۴۰، ۱۰/ ۲۷۷، ومسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب النھي عن بناء المساجد علی القبور واتخاذ الصور فیھا، ۱/ ۳۳۷۔

فإني أنهاكم عن ذلك'' (۱)۔

سنو! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے، خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرر ہا ہوں۔

۴-قبروں کو سجدہ گاہ بنانا:

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اپنی قبر کو بت بنانے سے ڈرایا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کی جائے، اور آپ کے علاوہ مخلوق کے دیگر افراد بدرجۂ اولیٰ اس تحذیر وتنبیہ کے مستحق ہیں، ارشاد ہے:

''اللهم لا تجعل قبري وثناً يعبد، اشتد غضب الله على قوم اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد'' (۲)۔

(۱) مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب النھي عن بناء المساجد علی القبور، ۱/ ۳۷۷۔

(۲) مؤطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ في السفر، باب جامع الصلاۃ، ۱/۱۷۲، یہ روایت امام مالک کے نزدیک مرسل ہے، اور مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں: ''اللهم لا تجعل قبري وثناً، ولعن الله قوماً اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد''، والحلیۃ لابی نعیم، ۷/۳۱۷، نیز دیکھئے: فتح المجید، ص: ۱۵۰۔

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بننے دینا کہ اس کی عبادت کی جائے، ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب شدید تر ہو جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

۵-قبروں پر چراغاں کرنا اور عورتوں کا ان کی زیارت کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر چراغاں کرنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ قبروں پر عمارت بنانا، ان پر چراغاں کرنا، ان کی گچکاری کرنا اور ان پر لکھنا (کتبے وغیرہ لکھ کر لٹکانا یا نصب کرنا) اور ان پر مساجد تعمیر کرنا وغیرہ شرک کے وسائل میں سے ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج''(۱)۔

(۱) نسائی، كتاب الجنائز، باب التغليظ في اتخاذ السرج على القبور، ۴/۹۴، وابو داؤد، كتاب الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، ۳/ ۲۱۸، وترمذي، كتاب الصلاة، باب كراهية أن يتخذ على القبر مسجداً، ۲/ ۱۳۶، وابن ماجه في الجنائز، باب النهي عن زيارة النساء للقبور، ==

اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اور ان پر مساجد بنانے اور چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۶-قبروں پر بیٹھنا اور ان کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے شرک تک پہنچنے کے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے(۱)، اسی ضمن میں آپ کا یہ فرمان بھی ہے:

''لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها'' (۲)۔

قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔

۷-قبروں کو میلہ گاہ بنانا اور گھروں میں (نفل) نماز نہ پڑھنا:

نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ قبریں نماز کی جگہ نہیں ہے، نیز یہ کہ جو شخص بھی آپ ﷺ پر درود بھیجے گا اور آپ کو سلام

== ۱/۵۰۲، واحمد، ۱/ ۲۲۹، ۲۸۷، ۳۲۴، ۲/ ۳۳۷، ۳/ ۴۴۲، ۴۴۳، وحاکم، ۱/ ۳۷۴، نیز حدیث کی تصحیح کے سلسلہ میں صاحب فتح المجید نے امام ابن تیمیہ سے جو کلام نقل فرمایا ہے اسے دیکھئے، ص: ۲۷۶۔

(۱) دیکھئے: فتح المجید، ص: ۲۸۱۔

(۲) مسلم، کتاب الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ۲/ ۶۶۸۔

عرض کرے گا وہ آپ تک پہنچ جائے گا، خواہ وہ آپ کی قبر سے دور ہو یا نزدیک، لہٰذا آپ کی قبر کو میلہ گاہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں، ارشاد ہے:

"لا تجعلوا بيوتكم قبوراً ولا تجعلوا قبري عيداً، وصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم" (۱)۔

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، اور مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا تم جہاں کہیں بھی ہو۔

نیز ارشاد ہے:

"إن لله ملائكة سياحين يبلغون من أمتي السلام" (۲)۔

(۱) ابو داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، ۲/ ۲۱۸، (حسن سند سے)، واحمد، ۲/ ۳۵۷، نیز دیکھئے: صحیح سنن ابو داؤد، ۱/ ۳۸۳۔

(۲) نسائی، ابواب السھو، باب السلام علی النبی ﷺ، ۳/ ۴۳، واحمد، ۱/ ۴۵۲، و فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضي، حدیث نمبر (۲۱)، ص: ۲۴، اور اس کی سند صحیح ہے۔

بے شک زمین میں چکر لگانے والے اللہ کے کچھ فرشتے ہیں، جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

تو جب نبی کریم ﷺ کی قبر کو جو کہ روئے زمین پر سب سے افضل قبر ہے، اس کو میلہ گاہ بنانے سے آپ نے منع فرمایا ہے تو آپ کے علاوہ کی قبر کو میلہ گاہ بنانا بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا خواہ کوئی بھی ہو(۱)۔

۸-تصویریں اور قبروں پر قبّوں کی تعمیر:

نبی کریم ﷺ روئے زمین کو شرک باللہ کے وسائل سے پاک کر رہے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اپنے بعض صحابہ کو قبروں پر بنے ہوئے قبوں (گنبدوں) کو گرانے اور تصویروں کو مٹانے اور مسخ کرنے کے لئے بھی بھیجا کرتے تھے۔

حضرت ابوالہیاج اسدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسے کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ:

(۱) دیکھئے: الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ لعبد الرحمٰن بن قاسم، ۶/ ۱۶۵ تا ۱۷۴۔

''ألا تدع تمثالاً إلا طمسته ولا قبراً مشرفاً إلا سويته'' (۱)۔

کوئی مجسمہ (اسٹیچیو) نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا کر رکھ دینا، اور نہ کوئی اونچی قبر چھوڑنا مگر اسے (توڑ کر) برابر کر دینا۔

۹- تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ کے لئے کجاوہ کسنا (سفر کرنا):

جہاں نبی کریم ﷺ نے شرک تک پہنچانے والے تمام دروازوں کو بند کیا ہے وہیں شرک سے قریب کرنے والی اور توحید کو شرک اور اس کے اسباب سے خلط ملط کرنے والی تمام چیزوں سے توحید کی حفاظت بھی فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''لا تشدوا الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد: مسجدي هذا، والمسجد الحرام، والمسجد الأقصى'' (۲)۔

(۱) مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویہ القبر، ۲/ ۶۶۶۔

(۲) بخاری مع فتح الباری، کتاب فضل الصلاۃ في مسجد مکة والمدینة، ۳/ ۶۳، ومسلم (انہی الفاظ کے ساتھ)، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم الی حجٍ وغیرہ، ۲/ ۹۷۶۔

تین مسجدوں کے علاوہ کہیں اور کے لئے کجاوے نہ کسو (سفر نہ کرو) میری یہ مسجد (مسجد نبوی)، مسجد حرام، اور مسجد اقصیٰ۔

چنانچہ اس ممانعت میں قبروں اور مزاروں کے لئے کجاوے کسنا شامل ہے، نبی کریم ﷺ کے فرمان سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی سمجھا ہے، اسی لئے جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کوہ طور گئے اور (واپس آکر) بصرہ بن ابو بصرہ غفاری سے ان کی ملاقات ہوئی، تو انھوں نے ان سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ فرمایا: کوہ طور سے، انھوں نے کہا: اگر میں نے تمہیں وہاں جانے سے پہلے پایا ہوتا تو تم وہاں نہ جاتے!!، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

''لا تعمل المطى إلا إلى ثلاثه مساجد...'' (۱)۔

سفر نہیں کیا جا سکتا ہے مگر تین مسجدوں کے لئے...۔

اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: ''ائمہ اس بات

(۱) نسائی، کتاب الجمعة، باب الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة، ۳/ ۱۱۴، ومالک في المؤطا، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، ۱/ ۱۰۹، مسند احمد، ۶/ ۷، ۳۹۷، نیز دیکھئے: فتح المجید، ص: ۲۸۹، وصحیح النسائی، ۱/ ۳۰۹۔

پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ یا آپ کے علاوہ انبیاء وصالحین کی قبروں کی طرف سفر کرنے کی نذر مانے تو اس کے لئے اپنی نذر کا پورا کرنا ضروری نہ ہوگا، بلکہ اسے اس سے منع کیا جائے گا‘‘(۱)۔

۱۰-قبروں کی بدعی زیارت شرک کے اسباب میں سے ہے، کیونکہ زیارت قبور کی دو قسمیں:

پہلی قسم: مشروع زیارت جس کا مقصد اہل قبور کو سلام کرنا اور ان کے لئے دعا کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ کسی کے مرنے پر نماز جنازہ کا مقصد ہوتا ہے، اور موت کی یاد کے لئے- بشرطیکہ اسی کے لئے خاص سفر نہ کیا جائے- نیز سنت نبوی کی اتباع کے لئے۔

دوسری قسم: مشرکانہ اور بدعی زیارت (۲)۔

اور اس قسم کی تین قسمیں ہیں:

(الف) جو مردے سے اپنی حاجت کا سوال کرتے ہیں اور یہ لوگ

(۱) دیکھئے: فتاوی ابن تیمیة، ۱/۲۳۴۔

(۲) دیکھئے: فتاوی ابن تیمیة، ۱/۲۳۳، والبدایة والنهایة، ۱۴/۱۲۳۔

بت پرستوں کے قبیل سے ہیں۔

(ب) جو مردے کے وسیلہ سے اللہ سے سوال کرتے ہیں، مثلاً کوئی کہتا ہے کہ میں تیری طرف تیرے نبی یا فلاں شیخ کے حق کا وسیلہ قائم کرتا ہوں، یہ چیز دین اسلام میں ایجاد کردہ بدعات میں سے ہے، لیکن شرک اکبر تک نہیں پہنچتی، اور نہ ہی ایسا کہنے والے کو دین اسلام سے خارج کرتی ہے، جیسا کہ پہلی قسم خارج کردیتی ہے۔

(ج) جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ قبروں کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں، یا وہاں دعا کرنا مسجد میں دعا کرنے سے افضل ہے، یہ چیز متفقہ طور پر عظیم گناہوں میں سے ہے(۱)۔

۱۱-سورج کے طلوع وغروب کے وقت نماز ادا کرنا شرک کے وسائل میں سے ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے ان لوگوں کی مشابہت ہوتی ہے جو ان دونوں وقتوں میں سورج کا سجدہ کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(۱) دیکھئے: الدرر السنیة فی الأجوبة النجدیة، ۶/۱۶۵-۱۷۴۔

"لا تحروا بصلاتكم طلوع الشمس ولا غروبها فإنها تطلع بين قرني الشيطان" (۱)۔

اپنی نماز کے لئے سورج کے طلوع وغروب کے وقت کی تلاش نہ کرو، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شرک کے وسائل جو شرک تک پہنچاتے ہیں، ہر وہ وسیلہ وذریعہ ہے جو شرک اکبر کا راستہ ہو، اور جن وسائل کا تذکرہ یہاں نہیں کیا گیا ہے ان میں سے ذی روح اشیاء کی تصویر، ایسی جگہ نذر کا پورا کرنا جہاں کسی بت کی پرستش ہوتی ہو یا جاہلیت کا کوئی تہوار یا میلہ لگتا رہا ہو اور دیگر وسائل ہیں (۲)۔

(۱) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الأوقات التي نهي عن الصلاۃ فیها، ۱/ ۵۶۸، حدیث نمبر (۸۲۸)۔

(۲) دیکھئے: الارشاد الی صحیح الاعتقاد، تالیف ڈاکٹر صالح الفوزان، ص:۵۴- ۷۰، ۱۱۳-۱۵۲۔

چھٹا مطلب: شرک کے انواع واقسام

اولاً: شرک کی بہت ساری قسمیں ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: شرک اکبر جو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيْداً﴾ (۱)۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لئے چاہے گا بخش دے گا، اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

شرک اکبر کی چار قسمیں ہیں:

(۱) سورۃ النساء:۱۱۶۔

۱-دعاء کا شرک:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ (۱)۔

تو جب یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

۲-نیت، ارادہ اور قصد کا شرک:

ارشاد باری ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ، أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا

(۱) سورۃ العنکبوت: ۶۵، نیز دیکھئے: الجواب الکافي لابن القیم، ص:۲۳۰-۲۴۴، ومدارج السالکین، لابن القیم، ۱/ ۳۳۹-۳۴۶۔

وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (۱)۔

جو لوگ دنیوی زندگی اور اس کی رونق چاہتے ہیں، ہم انہیں ان کے سارے اعمال کا بدلہ یہیں بھرپور دیدیتے ہیں، اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ یہاں انہوں نے کیا ہوگا وہ سب اکارت ہے، اور ان کے سارے اعمال برباد ہونے والے ہیں۔

۳-اطاعت کا شرک:

یہ اللہ کی نافرمانی میں احبار و رہبان یعنی اپنے علماء اور پادریوں وغیرہ کی اطاعت کرنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهاً وَّاحِداً لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ ہود، ۱۵، ۱۶، نیز دیکھئے: سورۃ الاسراء: ۸، وسورۃ الشوریٰ: ۲۰۔

(۲) سورۃ التوبۃ: ۳۱۔

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انہیں صرف ایک تنہا اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ ان کے شرک سے منزہ اور پاک ہے۔

۴-محبت کا شرک:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَاداً يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾(۱)۔

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ اوروں کو شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شرک اکبر عبادات کی قسموں میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لئے پھیر دینے کا نام ہے، جیسے غیر اللہ کو پکارے، یا غیر اللہ کے لئے

(۱) سورہ البقرۃ:۱۶۵۔

ذبح کرے، یا غیر اللہ کے لئے نذر مانے، یا قبر والوں کا یا جن وشیاطین کا کسی بھی قسم کی عبادت کے ذریعہ تقرب حاصل کرے، یا مردوں سے ڈرے کہ وہ اسے نقصان پہنچائیں گے، یا غیر اللہ سے حاجت برآری اور پریشانیوں سے نجات کی امید کرے جس کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، ان کے علاوہ عبادت کی وہ ساری قسمیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوسکتی ہیں(۱)۔

دوسری قسم: شرک اصغر جو مشرک کو دین اسلام سے خارج نہیں کرتا، معمولی ریاء ونمود اسی قبیل سے ہے، ارشاد باری ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً﴾(۲)۔

تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو وہوا سے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(۱) دیکھئے: کتاب التوحید، تالیف ڈاکٹر صالح الفوزان، ص:۱۱۔

(۲) سورۃ الکھف:۱۱۰۔

اوراسی قبیل سے غیر اللہ کی قسم کھانا بھی ہے، ارشاد نبوی ہے:

''من حلف بغير الله فقد كفر أو أشرك'' (۱)۔

جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔

اوراسی قبیل سے آدمی کا ''اگر اللہ نہ ہوتا اور آپ'' یا ''جو اللہ چاہے اور آپ'' وغیرہ کہنا بھی ہے۔

اور شرک کی قسموں میں سے شرک خفی بھی ہے:

''الشرک في هذه الأمة أخفىٰ من دبيب النملة السوداء علىٰ صفاةٍ سوداءِ في ظلمة الليل'' (۲)۔

شرک اس امت میں رات کی تاریکی میں کالی چٹان پر کالی چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔

---

(۱) اس روایت کو امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، کتاب النذ ور والأیمان، باب ماجاء في کراھیۃ الحلف بغیر اللہ، ۴/۱۱۰، نیز علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن الترمذی (۲/۹۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) اسے حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے، دیکھئے: صحیح الجامع، ۳/۲۳۳، اور تخریج الطحاویۃ از: ارنؤوط، ص: ۸۳۔

اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ بندہ کہے:

''اللهم إني أعوذبک أن أشرک بک شيئاً و أنا أعلم، و أستغفرک من الذنب الذي لا أعلم'' (۱)۔

اے اللہ میں تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ کچھ بھی شریک کروں دراں حالیکہ میں جانتا ہوں، اور میں تجھ سے اس گناہ کی بخشش چاہتا ہوں جو میں نہیں جانتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان باری تعالیٰ:

﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (۲)۔

اللہ تعالیٰ کے لئے شریک نہ بناؤ اس حال میں کہ تمہیں علم ہو۔

کے بارے میں فرماتے ہیں: ''انداد'' وہ شرک ہے جو رات کی تاریکی میں کالی چٹان پر چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ کوئی

---

(۱) اسے حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے، نیز دیکھئے: صحیح الجامع، ۳/۲۳۳، ومجموعۃ التوحید لمحمد بن عبدالوھاب، وابن تیمیۃ، ص: ٦۔

(۲) سورۃ البقرہ: ۲۲۔

کہے: اے فلاں! اللہ کی قسم اور تیری زندگی کی قسم اور میری زندگی کی قسم، اور کہے: اگر اسکی کتیا نہ ہوتی تو کل رات ہمارے یہاں چور آجاتے، اور اگر بطخ گھر میں نہ ہوتی تو چور آگھستے، اور آدمی کا اپنے ساتھی سے یہ کہنا کہ: جو اللہ چاہے اور آپ، اور آدمی کا یہ کہنا کہ: اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں (۱)۔

اور نبی کریم ﷺ کے فرمان:

"من حلف بغير الله فقد كفر أو أشرك" (۲)۔

جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔

کے سلسلہ میں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کے نزدیک نبی کے فرمان "**فقد كفر أو أشرك**" کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ یہ شدت اور تغلیظ پر محمول ہے (یعنی حقیقت مقصود نہیں ہے) اور اس کی دلیل حضرت عمر کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو "**و أبي**

---

(۱) اسے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے، ۱/۵۶، اور ابن ابی حاتم کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۲) اس روایت کو امام ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، ۴/۱۱۰، اس حدیث کی تخریج ص: (۱۱۹) میں گذر چکی ہے۔

و أبي" (میرے باپ کی قسم، میرے باپ کی قسم) کہتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا:

"ألا إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم" (۱)۔

سن لو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من قال في حلفه باللات والعزىٰ فليقل: لا إله إلا الله" (۲)۔

جس نے اپنی قسم میں کہا: "لات وعزیٰ کی قسم" تو اسے چاہئے کہ وہ "لا الہ الا اللہ" کہے۔

---

(۱) اس روایت کو امام ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، کتاب النذور والأیمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله، ۴/۱۱۰، نیز دیکھئے: صحیح الترمذی، ۲/۹۲۔

(۲) اس روایت کو امام ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کتاب النذور والأیمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله، ۴/۱۱۰، نیز دیکھئے: صحیح الترمذی، ۲/۹۲۔

اور ممکن ہے کہ شرک خفی شرک اصغر میں داخل ہو، تو ایسی صورت میں شرک کی دو ہی قسمیں ہوں گی، شرک اکبر اور شرک اصغر، اس بات کی طرف ابن قیم رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے(۱)۔

خلاصہ یہ ہے کہ شرک اصغر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: شرک ظاہر: اور وہ کچھ الفاظ واعمال ہیں:

الفاظ کی مثال جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا، یا جو اللہ چاہے اور آپ، یا اگر اللہ نہ ہوتا اور آپ، یا یہ اللہ کی طرف سے ہے اور آپ کی طرف سے، یا یہ اللہ کی برکتوں سے ہے اور آپ کی، وغیرہ کہنا، جبکہ صحیح یہ ہے کہ کہے: جو صرف اللہ چاہے، یا جو اللہ چاہے پھر آپ، اور اگر تنہا اللہ نہ ہوتا، یا اگر اللہ نہ ہوتا پھر آپ، اور یہ صرف اللہ کی جانب سے ہے، یا یہ اللہ کی جانب سے ہے اور پھر آپ کی جانب سے وغیرہ۔

اور اعمال کی مثال جیسے مصیبت کے رفع یا دفع کرنے کے لئے چھلا یا دھاگہ وغیرہ پہننا، جن یا نظر بد وغیرہ کے خوف سے تعویذیں لٹکانا، اور جو

(۱) دیکھئے: الجواب الکافي لمن سأل عن الدواء الشافي، تالیف ابن القیم، ص:۲۳۳۔

شخص یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ایسا کرے کہ یہ چیزیں مصیبت کے آنے کے بعد اسے رفع کرتی ہیں یا آنے سے قبل اسے دور بھگاتی ہیں تو ایسا شخص شرک اکبر کا مرتکب ہے، اور یہ ربوبیت میں شرک ہے کیونکہ اس شخص نے تخلیق وتدبیر میں اللہ کے شریک ہونے کا عقیدہ رکھا، اور عبادت میں بھی شرک ہے اس طور پر کہ ایک طرح سے اس نے اس کی عبادت کی، اور اس کے نفع کی امید اور لالچ میں اس کا دل اس سے لگا رہا، اور اگر اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا مصیبتوں کا رفع ودفع کرنے والا ہے لیکن مذکورہ چیزوں کو مصیبت کے دفع کرنے کا ایک سبب اور ذریعہ سمجھا تو بھی اس شخص نے ایک ایسی چیز کو جو نہ شرعی طور پر کوئی سبب ہے اور نہ ہی قدری طور پر، مصیبت کے رفع ودفع کرنے کا سبب بنا دیا، اور ایسا کرنا حرام اور شریعت اور تقدیر پر جھوٹ باندھنا ہے، شریعت پر جھوٹ یوں کہ شریعت نے ان چیزوں سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے، اور جس چیز سے شریعت نے منع کر دیا ہو وہ چیز نفع بخش اسباب میں سے نہیں ہوسکتی۔

اور تقدیر پر جھوٹ یوں کہ یہ چیزیں نہ تو معہود وغیر معہود اسباب میں

سے ہیں جن سے مقصد حاصل ہو، اور نہ ہی جائز نفع بخش دواؤں میں سے ہیں، بلکہ یہ چیزیں منجملہ شرک کے وسائل میں سے ہیں کیونکہ لازمی طور پر ان چیزوں کے لٹکانے والے کا دل ان سے لگا رہتا ہے اور یہ چیز ایک قسم کا شرک اور شرک کا ذریعہ ہے۔

شرک اصغر کی دوسری قسم: شرک خفی:

شرک خفی ارادوں، نیتوں اور مقاصد کا شرک ہے، اور اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ریاء ونمود:

ریاء: عبادت کو اس نیت سے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں کہ لوگ دیکھیں اور اس کی عبادت پر اس کی تعریف وستائش کریں۔

''ریاء'' اور ''سمعت'' (نمود) میں فرق یہ ہے کہ ریاء دکھائی دینے والے اعمال میں ہوتا ہے، مثلاً نماز، صدقہ، حج اور جہاد وغیرہ، جبکہ سمعت سنے جانے والے اعمال میں ہوتا ہے، جیسے، تلاوت قرآن، وعظ ونصیحت، ذکر واذکار، انسان کا اپنے اعمال کے بارے میں گفتگو کرنا اور اس کی خبر

دینا بھی اسی میں داخل ہے۔

دوسری قسم: انسان کا اپنے عمل سے دنیا چاہنا:

یعنی انسان اپنے اس عمل سے جس سے اللہ کی رضا کا حصول مقصود ہونا چاہئے' دنیوی ساز وسامان کا ارادہ رکھے۔

یہ نیتوں اور ارادوں کا شرک ہے اور کمال توحید کے منافی ہے، اور انسان کے عمل کو رائیگاں کر دیتا ہے(۱)۔

ہم اللہ سے دنیا وآخرت میں عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں۔

ثانیاً: شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان فرق:

۱- شرک اکبر انسان کو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، جبکہ شرک اصغر دین اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

۲- شرک اکبر کا مرتکب جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہے گا جبکہ شرک اصغر کا

(۱) دیکھئے: القول السدید في مقاصد التوحید، للسعدي، ص:۴۳، والجواب الکافي لمن سأل عن الدواء الشافي، لابن القیم، ص:۲۴۰، وکتاب التوحید، للعلامۃ صالح بن فوزان الفوزان، ص:۱۱-۱۲، والارشاد الی صحیح الاعتقاد للفوزان، ص:۱۳۴-۱۴۳۔

مرتکب اگر جہنم میں داخل ہوگا تو ہمیشہ ہمیش نہیں رہے گا۔

۳-شرک اکبر مشرک کے تمام اعمال کو ضائع و برباد کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر تمام اعمال کو ضائع نہیں کرتا، بلکہ ریاء کاری اور دنیا طلبی صرف اسی عمل کو ضائع کرتی ہے جس میں وہ پائی جائے۔

۴-شرک اکبر خون و مال کو حلال کر دیتا ہے، جبکہ شرک اصغر کا معاملہ ایسا نہیں (۱)۔

۵-شرک اکبر مشرک اور مومنوں کے درمیان دشمنی وعداوت کو واجب کر دیتا ہے، چنانچہ مومنوں کے لئے مشرک سے دوستی رکھنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو، رہا شرک اصغر تو وہ مطلق طور پر دوستی رکھنے سے منع نہیں کرتا، بلکہ شرک اصغر کے مرتکب سے اس قدر محبت کی جائے گی جس قدر اس میں توحید ہوگی، اور اس سے اس قدر دشمنی اور بغض رکھا جائے گا جس قدر اس میں شرک اصغر ہوگا (۲)۔

(۱) دیکھئے: کتاب التوحید، تالیف ڈاکٹر صالح الفوزان، ص:۱۲۔

(۲) دیکھئے: مصدر سابق، ص:۱۵۔

ساتواں مطلب: شرک کے آثار ونقصانات

شرک کے بڑے خطرناک آثار، عظیم مفاسد اور ہلاکت انگیز نقصانات ہیں، ان میں سے چند نقصانات مختصراً اور اجمالاً درج ذیل ہیں:

۱- دنیا وآخرت کی برائی شرک کے آثار ونقصانات میں سے ہے۔

۲-شرک ہی دنیا وآخرت میں مصائب کا عظیم ترین سبب ہے۔

۳-شرک دنیا وآخرت میں خوف کا سبب ہے اور امن وامان کو عنقا بنا دیتا ہے۔

۴-مشرک دنیا وآخرت میں ضلالت وگمراہی کا شکار ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً بَعِيْداً﴾ (۱)۔

اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

۵-اگر شرک اکبر کا مرتکب بغیر توبہ کئے ہوئے مرگیا تو اللہ تعالیٰ اس کی

(۱) سورۃ النساء:۱۱۶۔

بخشش نہیں فرمائے گا، ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْماً عَظِيْماً﴾ (۱)۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لئے چاہے بخش دے گا، اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

۶-شرک اکبر تمام اعمال کو ضائع اور اکارت کر دیتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (۲)۔

اور اگر ان لوگوں نے بھی شرک کیا تو ان کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

---

(۱) سورۃ النساء: ۴۸۔

(۲) سورۃ الأنعام: ۸۸۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (۱)۔

اگر آپ نے بھی شرک کیا تو یقیناً آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

۷-شرک اکبر کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام اور جہنم واجب کر دیتا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من مات لا يشرك بالله شيئاً دخل الجنة، ومن مات يشرك بالله شيئاً دخل النار" (۲)۔

جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ

---

(۱) سورۃ الزمر: ۶۵۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من مات لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنۃ، ومن مات مشرکاً دخل النار، ۱/۹۴، حدیث نمبر (۹۳)۔

کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ، وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ (۱)۔

بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

۸-شرک اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أُوْلٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ (۲)۔

---

(۱) سورۃ المائدۃ:۷۲۔

(۲) سورۃ البینۃ:۶۔

بے شک اہل کتاب کے کفار و مشرکین جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ مخلوق کے سب سے بدترین لوگ ہیں۔

۹-شرک سب سے بڑا ظلم اور جھوٹ ہے، حضرت لقمان کی بات جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی، اس کو نقل کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (۱)۔

اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْماً عَظِيْماً﴾ (۲)۔

اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

---

(۱) سورۃ لقمان:۱۳۔

(۲) سورۃ النساء:۴۸۔

۱۰-اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ مشرکین سے بری ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيْءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهُ﴾ (۱)۔

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو صاف اعلان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بری (بیزار) ہیں۔

۱۱-شرک اللہ کے غضب وعقاب کے حصول اور اس کی رحمت سے دوری کا سب سے عظیم سبب ہے، ہم اللہ کو ناراض کرنے والی ہر چیز سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۱۲-شرک نور فطرت کو گل کردیتا ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے لوگوں کو اپنی توحید واطاعت پر پیدا کیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ،

(۱) سورۃ التوبۃ: ۳۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (۱)۔

اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مامن مولودٍ إلا يولد على الفطرة، فأبواه يهودانه، أو ينصرانه، أو يمجسانه'' (۲)۔

ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی، یا مجوسی بنالیتے ہیں۔

نیز حدیث قدسی میں نبی کریم ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) سورۃ الروم: ۳۰۔

(۲) متفق علیہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه، ۲/ ۱۱۹، حدیث نمبر (۱۳۵۸)، ومسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولودٍ یولد علی الفطرۃ، ۴/ ۲۰۴۷، حدیث نمبر (۲۶۵۸)۔

''إني خلقت عبادي حنفاء كلهم وإنهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم، وحرمت عليهم ما أحللت لهم، وأمرتهم أن يشركوا بي ما لم أنزل به سلطاناً''(۱)۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) بے شک میں نے اپنے تمام بندوں کو اپنی طرف یکسو (خالص موحد) پیدا کیا، پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انہیں ان کے دین سے پھیر دیا، اور جن چیزوں کو میں نے ان کے لئے حلال کیا تھا انھیں ان پر حرام کر دیا، اور انہیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس پر میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

۱۳-شرک اخلاق حمیدہ کو ملیا میٹ کر دیتا ہے، کیونکہ نفس کے پاکیزہ اخلاق فطرت سے منسلک ہیں، اور شرک جب فطرت ہی کو مٹا کر رکھ دیتا تو اللہ کی فطرت پر مبنی پاکیزہ اچھے اخلاق کو بدرجۂ اولیٰ ضائع و برباد کر دے گا۔

(۱) مسلم، کتاب الجنۃ، باب الصفات التي يعرف بها أهل الجنۃ وأهل النار، ۲۱۹۷/۱، حدیث نمبر (۲۸۶۵)۔

۱۴-شرک عزت نفس (غیرت انسانی) کو مٹا دیتا ہے، کیونکہ مشرک روئے زمین کے تمام طاغوتوں (غیر اللہ) کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے کیونکہ اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اسے کوئی پناہ دینے والا نہیں، لہٰذا (اس عقیدہ کی بنیاد پر) وہ ہر اس چیز کے سامنے جھکتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے، اور نہ ہی سمجھتی ہے، چنانچہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اسی کے لئے ذلت اختیار کرتا ہے، اور یہ انتہائی اہانت اور محرومی کی بات ہے، ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

۱۵-شرک اکبر جان و مال کو حلال کر دیتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''أمرت أن أقاتل الناس حتىٰ يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ، ويقيموا الصلاة ، ويؤتوا الزكاة، فإذا فعلوا ذلک عصموا مني دماء هم

وأموالهم إلا بحق الإسلام وحسابهم على الله"(۱)۔

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیدیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، اور زکاۃ دیں، جب وہ ایسا کریں تو انھوں نے مجھ سے اپنی جان و مال کو بچالیا، سوائے اسلام کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

۱۶-شرک اکبر مشرک اور مومنوں کے درمیان عداوت کو واجب کر دیتا ہے، چنانچہ مومنوں کے لئے اس سے دوستی رکھنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔

۱۷-شرک اصغر ایمان میں نقص پیدا کرتا ہے، اور وہ شرک اکبر کے

---

(۱) متفق علیہ: بخاری، کتاب الایمان، باب: ﴿فإن تابوا و أقاموا الصلاة و آتوا الزكاة فخلوا سبيلهم﴾، ۱/۱۴، حدیث نمبر (۲۵)، ومسلم، کتاب الایمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ، ۱/۵۳، حدیث نمبر (۲۰)۔

وسائل وذرائع میں سے ہے۔

۱۸-شرک خفی یعنی ریاکاری اور دنیا طلبی کا شرک جس عمل میں پایا جاتا ہے اسے ضائع وبرباد کر دیتا ہے، اور یہ مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ناک ہے کیونکہ یہ بہت ہی زیادہ پوشیدہ ہے، اور اس کی خطرناکی امت محمدیہ پر بہت ہی زیادہ ہے۔

اے اللہ کے بندے! ہر طرح کے چھوٹے اور بڑے شرک سے بچو، ہم شرک سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور دنیا وآخرت میں عفو وعافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ کی رحمت اور سلامتی نازل ہو ہمارے نبی جناب محمد ﷺ پر اور آپ کے آل واصحاب پر اور تا قیامت آنے والے ان کے سچے متبعین پر۔

انتهت الترجمة مع الكتابة في ۱۴۲۳/۴/۸ھ